بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 36

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

11 رصفر 1444 ہجری قمری • 8 رتبوک 1401 ہجری شمسی • 8 رستمبر 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ
اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ (اعراف: 171)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں، ہم یقیناً اصلاح کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2 رستمبر 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

انجیل کی تعلیم معطّل پڑی ہے اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مَیں ابھی بتا چکا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسکے بالمقابل انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دے وغیرہ وغیرہ، کیسی قابلِ اعتراض ہے کہ اسکی پردہ پوشی نہیں ہوسکتی اور اسکی تمدنی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑا نرم خو اور تقدس مآب پادری بھی اس تعلیم پر عمل نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی انجیل کی اس تعلیم کا عملی ثبوت لینے کیلئے کسی پادری صاحب کے مُنہ پر طمانچہ مارے، تو وہ بجائے اسکے کہ دوسری گال پھیرے، پولیس کے پاس دوڑا جاوے گا اور اس کو حکام کے سپرد کرادے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل معطّل پڑی ہے اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک مفلس اور نادار بڑھیا بھی جس کے پاس ایک جَو کی روٹی کا ٹکڑا ہے، اس ٹکڑے میں سے ایک حصہ دے کر مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ میں داخل ہوسکتی ہے لیکن انجیل کی طمانچہ کھا کر گال پھیرنے کی تعلیم میں مقدس سے مقدس پادری بھی شامل نہیں ہوسکتا۔

انجیل تو اس پہلو میں یہاں تک گری ہوئی ثابت ہوتی ہے کہ اور تو اور خود حضرت مسیح بھی اس پر پورا عمل نہ دکھا سکے۔ اور وہ تعلیم جو خود پیش کی تھی، عملی پہلو میں اُنہوں نے ثابت کردیا کہ وہ کہنے ہی کیلئے ہے، ورنہ چاہیے تھا کہ اس سے پیشتر کہ وہ گرفتار ہوتے خود اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کردیتے اور دعائیں مانگنے اور اضطراب ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 395، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

مسیحی مصنفوں کا یہ لکھنا کہ اسلام نے ظلم کے وقت ظاہری انکار کی اجازت دی ہے اُن مظالم میں سے ایک ظلم ہے جو مسیحی پادری اسلام پر کرتے چلے آئے ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ النحل آیت 111 ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ ھَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰھَدُوۡا وَصَبَرُوۡۤا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِھَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں ان لوگوں کا حکم بتایا گیا ہے جن کو پہلے اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَقَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ کے الفاظ سے مستثنیٰ بتایا گیا تھا۔ ان کا حکم یہ بتاتا ہے کہ اگر کسی سے ایسی غلطی ہوجائے کہ وہ ظلم کی برداشت نہ کرکے ظاہراً ارتداد کرلے، گو دل میں مطمئن ہو تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ

(1) اوّل وہ اس مقام کو چھوڑ دے جہاں اسے لوگوں سے دب کر ارتداد کرنا پڑا (2) دوسرے وہ دین کی اشاعت میں لگ جائے اور اپنے آپ کو دین کیلئے گویا وقف کردے (3) تیسرے یہ مجاہدہ بند نہ کرے بلکہ استقلال سے اس پر قائم رہے اور اپنے ظاہری ارتداد کے بدلہ میں دوسرے لوگوں کو ہدایت دینے کی کوشش کرے (4) آئندہ اس سے پھر ایسی خطا ظاہر نہ ہو۔ اگر وہ ان باتوں پر عمل کرے تو فرماتا ہے کہ ان سب کاموں کے کرلینے کے بعد تیرا رب اس شخص کو معاف فرمادے گا۔

ان قربانیوں کے بعد توبہ قبول کرنے کا حکم ہوتے ہوئے مسیحی مصنفوں کا یہ لکھنا کہ اسلام نے ظلم کے وقت ظاہری انکار کی اجازت دی ہے اُن مظالم میں سے ایک ظلم ہے جو مسیحی پادری اسلام پر کرتے چلے آئے ہیں......

جو لوگ آیت ارتداد سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس میں بزدلی کی تعلیم دی گئی ہے، ان آیات پر غور کریں کہ کتنی بڑی قربانی ایسے لوگوں سے چاہی گئی ہے۔ جو شخص اس قربانی کی اہمیت کو سمجھے گا وہ امتحان کے موقعہ پر بزدلی دکھائیگا ہی کیوں۔ کیونکہ بزدل آدمی اسقدر قربانی کرنے کی طاقت کہاں رکھتا ہے کہ ترک وطن کرے۔ جہاد فی سبیل اللہ کرے اور اپنے نفس کو ساری عمر اس کام میں لگائے رکھے۔ ان کاموں کی توفیق تو وہی پائے گا جن سے کسی عارضی غفلت کی وجہ سے غلطی ہوگئی ہو یا جو بعد میں سچی توبہ کرچکا ہو۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مرتد مدعی نبوت دوبارہ مسلمان ہوا۔ اس سے جو آپ نے سلوک کیا وہ گویا اس آیت کی تفسیر ہے۔ اس شخص کا نام طلیحہ ابن خویلد اسدی تھا۔ یہ مسلمانوں کے خلاف بعض جنگوں میں شامل ہوا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے اسلام میں داخل ہونا چاہا مگر حضرت عمرؓ نے اس کو معاف نہ کیا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صحابی شرحبیل بن حسنہؓ (جو بظاہر بہت دبلے پتلے اور کمزور تھے مگر فن جنگ کے بڑے ماہر تھے) ایک لڑائی میں ایک کافر سردار کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ اس سردار نے یہ دیکھ کر کہ تلوار کی جنگ میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا، جلدی سے آگے بڑھ کر ان کو کمر سے پکڑ لیا اور نیچے گرا کر چھاتی پر چڑھ گیا۔ قریب تھا کہ وہ آپ کو قتل کر دیتا کہ طلیحہ بن خویلد جو دل سے مسلمان ہو چکا تھا لیکن بوجہ حضرت عمر کے توبہ قبول نہ کرنے کے اب تک کفار ہی میں شامل تھا، اس نظارہ کو دیکھ کر اپنے ایمان کو چھپا نہ سکا اور آگے بڑھ کر اس کافر سردار پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا اور حضرت شرحبیلؓ کی جان بچ گئی۔ اس واقعہ سے باقی مسلمان بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کے پاس سفارش کی کہ اسے معاف کردیا جائے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس شرط پر معاف کرتا ہوں کہ یہ شخص اپنی ساری بقیہ زندگی جہاد میں گزارے اور اسلامی مملکت کی سرحدوں پر زندگی بسر کرے۔ چنانچہ وہ ہمیشہ سرحد پر ہی رہتے تھے اور کفار سے لڑائی کرتے رہتے تھے آخر اسی حالت میں وفات پا گئے گو اس شخص نے جان بوجھ کر ارتداد کیا تھا مگر معلوم ہوتا ہے حضرت عمرؓ نے اسی آیت سے استدلال کرکے اسکے مشابہ حکم اسکو دے دیا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 256 تا 257، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تم میں سے ہر ایک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکے رکھے

(2119) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص (مسجد میں) باجماعت نماز ادا کرے، اسکو بیس سے چند درجے زائد فضیلت ہے، بہ نسبت اُس نماز کے جو بازار میں یا اپنے گھر میں پڑھتا ہے اور یہ اس لئے کہ جب اس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر نماز ہی کی نیت سے مسجد میں آیا ہے اور صرف نماز ہی اسے اٹھاتی ہے تو جو قدم وہ اٹھاتا ہے، اس قدم کے ساتھ ضرور اسکا ایک درجہ بلند ہوجاتا ہے یا اسکی غلطی کم کردی جاتی ہے اور پھر ملائکہ تم میں سے ایک کیلئے اس وقت تک دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جگہ میں رہے جہاں وہ نماز پڑھتا ہے۔ (اور کہتے ہیں) اَے اللہ! اسے اپنی خاص رحمت سے نواز۔ اَے اللہ! اس پر رحم فرما۔ یہ دعا اُس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو، (یا) وہاں کسی کو تکلیف نہ دے۔ اور آپؐ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکے رکھے۔

میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ رکھو

(2120) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بازار میں تھے کہ ایک شخص نے پکارا: اَے ابوالقاسم! نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسکی طرف مڑ کر دیکھا تو اس نے کہا: میں نے تو اس (دوسرے شخص) کو بلایا ہے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا: میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

اَے اللہ اس شخص سے محبت رکھ جو حسنؓ سے محبت رکھے

(2122) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دن کے (پچھلے) پہر نکل کر جانے لگے۔ نہ آپؐ مجھ سے بات کرتے، نہ میں آپؐ سے بات کرتا۔ یہاں تک کہ آپؐ بنی قینقاع کے بازار میں آئے اور حضرت فاطمہؓ کے صحنِ مکان میں بیٹھ گئے اور فرمایا: کیا بچہ یہیں ہے؟ کیا بچہ یہیں ہے؟ (آپؐ کی مراد حضرت حسنؓ سے تھی) تو (حضرت فاطمہؓ نے) کچھ دیر اسے روکے رکھا۔ جس سے میں سمجھا کہ وہ اسے ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں۔ اِتنے میں وہ دوڑا آیا۔ اسکے آتے ہی آپؐ نے اسے گلے لگایا اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا: اَے اللہ! اسے اپنا محبوب بنائیو اور اس شخص سے بھی محبت کریو جو اِس سے محبت رکھے۔

(بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)	
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 19 راگست 2022ء (مکمل متن)	
سیرت آنحضرتؐ از سیرت خاتم النّبیین	سیرت حضرت مسیح موعودؑ از سیرۃ المہدی
واقفین نو برطانیہ اور نیشنل عاملہ انصار اللہ جرمنی کی حضور انور سے ملاقات	
قیام نماز سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں	
اہم سوال وجواب از حضور انور	نظم واعلانات
اعلان نکاح از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ	نماز جنازہ حاضر وغائب
خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب	خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے اگر اسکے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ رُوحانی خزائن جلد 22 سے پیش کر رہے ہیں۔ قبل ازیں ہم نے طاعون سے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور رؤیا و کشوف اور طاعون کے حقیقی علاج، اور طاعون کی سخت وبا سے قادیان کے محفوظ رہنے کے متعلق آپؑ کے پرشوکت چیلنج کا ذکر کیا تھا۔ اس شمارہ میں ہم آپؑ کا انعامی چیلنج اور اس سے متعلق آپؑ کے ارشادات پیش کریں گے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے آپؑ نے یہ چیلنج دیا تھا کہ طاعون کی وجہ سے آپؑ کے سلسلہ کی ترقی ہوئی ہے اور کثرت سے لوگ آپؑ کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں جبکہ اس کے بالمقابل مخالفین کی جماعت طاعون کی وجہ سے گھٹی ہے۔ مخالفین کے گھٹنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بڑے بڑے مخالفین و معاندین سینکڑوں کی تعداد میں طاعون سے ہلاک ہوئے۔ دوسری وجہ ان کے گھٹنے کی بہت واضح ہے کہ طاعون کی وبا نے لاکھوں کی تعداد میں مخالفین کو لقمہ اجل بنالیا۔ اور تیسری وجہ مخالفین کے گھٹنے کی یہ تھی کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ پس طاعون نے جماعت کو بہت بڑھایا اور مخالفین کو گھٹایا اور نابود کیا۔ اس تعلق میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور آپ کا انعامی چیلنج ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

طاعون کا خوفناک نظارہ دیکھ کر بڑے بڑے متعصّب اِس سلسلہ میں داخل ہوگئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

براہین احمدیہ کے ”صفحہ 519 میں یہ الہام درج ہے اَمْرَاضُ النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی لوگوں میں مرض پھیلے گی اور اس کے ساتھ ہی خدا کی برکتیں نازل ہوں گی اور وہ اِس طرح پر کہ وہ بعض کو نشان کے طور پر اس بلا سے محفوظ رکھے گا اور دُوسرے یہ کہ یہ بیماریاں جو آئیں گی یہ دینی برکات کا موجب ہو جائیں گی اور بہتیرے لوگ اُن خوفناک دِنوں میں دینی برکات سے حصہ لیں گے اور سلسلہ حقّہ میں داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور طاعون کا خوفناک نظارہ دیکھ کر بڑے بڑے متعصّب اِس سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس وقت تک بذریعہ طاعون دو ہزار سے بھی زیادہ مخالف ہمارے سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے سو یہی وہ برکتیں ہیں جن سے بموجب پیشگوئی کے بذریعہ طاعون لوگوں نے حصہ لیا ہے۔ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 398)

طاعون کے دنوں میں جس قدر جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے اسکا تصور خدا کی قدرت کا ایک نظارہ ہے گویا طاعون دوسروں کو کھانے کیلئے اور ہمارے بڑھانے کیلئے آئی

سلسلہ کی ترقی اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا ذکر کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

نہ گورنمنٹ کو میری طرف کچھ خیال تھا کہ اسکا اتنا بڑا سلسلہ قائم ہوگا اور نہ اس ملک کے لوگوں میں سے کوئی پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ غیر معمولی ترقی ایک دن ضرور ہوگی مگر یہ خدا کا فعل ہے جو باوجود ہزار ہا روکوں کے جو قوم کی طرف سے اور مولویوں کی طرف سے ہوئیں خدا نے میری اس دعا کو قبول کر کے جو براہین احمدیہ کے صفحہ 242 میں ہے یعنی یہ کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دیا۔ جب میں نے کہا کہ اَے میرے پروردگار مجھے اکیلا مت چھوڑ تو جواب دیا کہ میں اکیلا نہیں چھوڑونگا۔ اور جب میں نے کہا کہ میں نادار ہوں مجھے مالی مدد دے تو اس نے کہا کہ ہر یک راہ سے مدد آئیگی اور وہ راہیں عمیق ہو جائینگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یکوں کی کثرت سے قادیان کی سڑک کئی دفعہ ٹوٹ گئی اُس میں گڑھے پڑ گئے اور کئی دفعہ سرکار انگریزی کو وہ سڑک مٹی ڈال کر درست کرانی پڑی اور پہلے اس سے قادیان کی سڑک کا یہ حال تھا کہ ایک یکہ بھی اُس پر چلنا شاذ و نادر کے حکم میں تھا اب ہر یک سال راہ یکوں کے باعث سے عمیق ہو جاتا ہے اور نیز خدا نے اسی سال میں قریب ستر ہزار کے اس جماعت کو پہنچا دیا۔ کون مخالف ہے جو اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ جب ابتدا میں یہ وحی الٰہی نازل ہوئی تو اُسوقت سات آدمی بھی میرے ساتھ تھے مگر اسکے بعد ان دنوں میں ہزار ہا انسانوں نے بیعت کی خاص کر **طاعون کے دنوں میں جس قدر جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے اسکا تصور خدا کی قدرت کا ایک نظارہ ہے۔ گویا طاعون دوسروں کو کھانے کیلئے اور ہمارے بڑھانے کیلئے آئی۔** ابھی معلوم نہیں کہ طاعون کی برکت سے کیا کچھ ترقی ہوگی۔ اسی برس میں تمام بیعت کرنے والوں نے اپنے ذمّہ لے لیا کہ کچھ نہ کچھ ماہانہ اس سلسلہ کی مدد میں نذر کیا کریں سو اس ایک ہی برس میں ہزار ہا روپیہ کی آمدن ہوئی اور **ہزار ہا لوگ بیعت میں داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہیں** اور وہ الہام کہ **یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ عین طاعون کے دنوں میں پورا ہوا۔** (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 497)

طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کریگی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائیگی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ **طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی** اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں میں نے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں۔ (کشتی نوح رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 5)

دس ہزار کے قریب تو طاعون کے ذریعہ سے ہی میری جماعت میں داخل ہوئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ محمد یوسف پنشنر، جسے آپؑ نے ضمیمہ تحفہ گولڑویہ رُوحانی خزائن جلد 17 صفحہ 37 میں پانچ سو روپے کا نہایت پُرشوکت انعامی چیلنج دیا تھا کو مخاطب کر کے فرمایا :

اَے بداندیش حافظ سُن، تجھے کیا خبر کہ کس قدر خدا کی تائید میری ترقی کر رہی ہے۔ حاسد اگر مر بھی جائے تو یہ ترقی رُک نہیں سکتی کیونکہ خدا کے ہاتھ سے اور خدا کے وعدہ کے موافق ہے نہ انسان کے ہاتھ سے۔ خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی۔ کیا ابھی آپ نہیں سمجھتے کہ آسمان پر کس کی تائید ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں تو دس ہزار کے قریب تو طاعون کے ذریعہ سے ہی میری جماعت میں داخل ہوئے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں میری جماعت سے زمین بھر جائے گی۔ (تحفۃ الندوہ رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 101)

مَیں نے اپنی ایک کتاب میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر شائع کیا تھا کہ طاعون کے ذریعہ سے بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل ہوں گے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یاد رہے کہ طاعون کے متعلق اور ایک پیشگوئی عظیم الشان ظہور میں آئی ہے اور وہ یہ کہ آج سے چھ سات سال پہلے مَیں نے اپنی ایک کتاب میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر شائع کیا تھا کہ طاعون کے ذریعہ سے بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک دس ہزار سے زیادہ ایسے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے ہیں جو طاعون سے ڈر کر اس طرف آئے ہیں خدا تعالیٰ نے میرے سلسلہ کو نوح کی کشتی سے تشبیہ دی تھی۔ سو اس کشتی میں لوگ بیٹھتے جاتے ہیں۔ نوح کی کشتی میں ہر ایک درند چرند ڈر کر بیٹھ گیا تھا۔ یہ نہیں کہ نوح شکاریوں کی طرح ان کو جنگلوں سے پکڑ لایا تھا بلکہ وہ جان کے خوف سے آپ ہی کشتی میں بیٹھ گئے تھے۔ اب بھی اس کشتی میں ہر قسم کے ڈرنے والے لوگ بیٹھ رہے ہیں۔ (نسیم دعوت روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 449)

ہزار ہا بندگانِ خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : رسالہ سراج منیر میں طاعون کے آنے کی نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا۔ یعنی اے وہ مسیح جو مخلوق کیلئے بھیجا گیا ہمارے طاعون کی خبر لے۔ پھر بعد اس کے سخت طاعون پڑی اور ہزار ہا بندگانِ خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑے گویا اُن کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا۔ اور یہ پیشگوئی جس طرح میری کتاب سراج منیر میں درج ہے اسی طرح صدہا آدمیوں کو قبل از وقوع اِس سے اطلاع دی گئی تھی۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 275 نشان نمبر 115)

چند عرصہ میں دو لاکھ کے قریب لوگوں نے بیعت کرلی اور ابھی زور سے بیعت ہو رہی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : جب نشان عذاب ظاہر ہوا اور ہزاروں جانیں پنجاب میں تلف ہو گئیں اور اس ملک میں ایک ہولناک زلزلہ پڑا تب بعض لوگوں کو ہوش آئی اور چند عرصہ میں دو لاکھ کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی اور ابھی زور سے بیعت ہو رہی ہے کیونکہ طاعون نے بھی ابھی اپنا حملہ نہیں چھوڑا اور چونکہ وہ بطور نشان کے ہے اس لئے جب تک اکثر لوگ اپنے اندر کچھ تبدیلی پیدا نہیں کریں گے تب تک اُمید نہیں کہ یہ مرض اس ملک سے دُور ہو سکے۔ غرض یہ سرزمین نوح کے زمانہ کی سرزمین سے بہت مشابہ ہے کہ آسمان کے نشانوں کو دیکھ کر تو کوئی ایمان نہ لایا اور عذاب کے نشان کو دیکھ کر ہزاروں بیعت میں داخل ہوئے اور پہلے نبیوں نے بھی اس نشان طاعون کا ذکر کیا ہے۔ انجیل میں بھی مسیح موعود کے وقت میں مری پڑنے کا ذکر ہے اور لڑائیوں کا بھی ذکر ہے جو اَب ہو رہی ہیں۔ (لیکچر سیالکوٹ رُوحانی خزائن جلد 20 صفحہ 240)

پُرشوکت انعامی چیلنج

جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں منجملہ ان کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان بھی ہے جو بہت خوش ہو کر لکھتا ہے کہ سنور میں فلاں فلاں احمدی

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تم اپنے رب کی اطاعت کرنا، اپنے امرا کی خلاف ورزی نہ کرنا اور اپنی نیت رضائے الٰہی کیلئے خالص رکھنا

اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، اعمال ان کا بدلہ نہیں ہو سکتے، اس بات پر اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرو کہ اس نے تم پر احسان کیا اور تمہیں ایک کلمہ پر جمع کیا اور تمہارے درمیان صلح کروائی، تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور تم سے شیطان کو دُور کیا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور میں سلطنتِ روم کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

نصیر احمد صاحب شہید ابن عبدالغنی صاحب (ربوہ) کی شہادت پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19/اگست 2022ء بمطابق 19/ظہور 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو۔کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

بدری صحابہ کے ذکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کا ذکر چل رہا تھا اور آپؓ کے دور میں جو واقعات ہوئے ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپؓ کے عہدِ خلافت میں شام کی طرف جو پیش قدمی ہوئی اس بارے میں آج ذکر ہوگا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ باغی مرتدین کی سرکوبی سے فارغ ہو گئے اور عرب مستحکم ہو گیا تو آپؓ نے بیرونی جارحیت کے مرتکب مخالفین میں سے اہلِ روم سے جنگ کرنے کے متعلق سوچا؛ مگر ابھی تک کسی کو اس سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ یہ لوگ جارح قوم تھے۔ مسلمانوں کو تنگ کرتے رہتے تھے۔ ملک شام کی حکومت کو، جو آج کل شام ہے، سلطنتِ روم کہا جاتا تھا۔ وہاں کے بادشاہ کو قیصرِ روم کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

آپؓ ابھی اسی غور و فکر میں لگے ہوئے تھے کہ اسی دوران حضرت شُرَحْبِیل بن حَسَنہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؓ کے پاس بیٹھ گئے اور عرض کیا، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! کیا آپؓ شام پر لشکر کشی کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہاں ارادہ تو ہے لیکن ابھی کسی کو مطلع نہیں کیا۔ تم نے کس وجہ سے یہ سوال کیا ہے؟ حضرت شرحبیلؓ نے عرض کیا کہ جی ہاں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! مَیں نے خواب دیکھا ہے کہ آپؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشوار گزار پہاڑی راستے پر چل رہے ہیں۔ پھر آپؓ ایک بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور لوگوں کی طرف دیکھا اور آپؓ کے ساتھ آپؓ کے ساتھی بھی ہیں۔ پھر آپؓ اس چوٹی سے اتر کر ایک نرم زرخیز زمین میں آ گئے جس میں فصلیں، چشمے، بستیاں اور قلعے موجود ہیں اور آپؓ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ مشرکین پر حملہ کر دو۔ مَیں تمہیں فتح اور مالِ غنیمت کے حصول کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور مَیں بھی جھنڈے کے ساتھ اس لشکر میں شامل تھا۔ میں ایک بستی کی طرف گیا تو اس کے رہنے والوں نے مجھ سے امان طلب کی۔ میں نے انہیں امان دے دی۔ پھر میں آپؓ کے پاس واپس پہنچا تو آپ ایک عظیم قلعہ تک پہنچ چکے تھے۔ آپؓ کو فتح عطا کی گئی۔ انہوں نے آپؓ سے صلح کی درخواست کی۔ پھر آپؓ کیلئے ایک تخت رکھا گیا۔ آپؓ اس پر تشریف فرما ہو گئے۔ پھر آپؓ سے ایک کہنے والے نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو فتح سے نوازا ہے اور آپؓ کی مدد کی ہے لہٰذا آپؓ اپنے رب کا شکر ادا کریں اور اسکی اطاعت کرتے رہیں۔ پھر اس شخص نے ان آیات کی تلاوت کی کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○ یعنی جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی اور تُو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر اور اس سے مغفرت مانگ۔ یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔ کہتے ہیں اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ یہ لمبی خواب تھی۔

اس پر حضرت ابوبکرؓ نے یہ خواب سن کے فرمایا کہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے اور اچھا ہی ہوگا ان شاء اللہ۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس خواب میں تم نے فتح کی خوشخبری اور میری موت کی اطلاع بھی دی ہے یہ بات کہتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپؓ نے فرمایا، رہا وہ پتھریلا علاقہ جس پر چلتے ہوئے ہم پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے اور وہاں سے نیچے جھانک کر لوگوں کو دیکھا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس لشکر کے معاملہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان لشکر والوں کو بھی مصیبت جھیلنی پڑے گی۔ اسکے بعد پھر ہمیں غلبہ اور استحکام حاصل ہو جائے گا اور جہاں تک ہمارا پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر زرخیز زمین کی طرف جانے کا تعلق ہے جس میں سرسبز و شاداب فصلیں، چشمے، بستیاں اور قلعے تھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ آسانی پائیں گے جس میں خوشحالی اور فراخی ہوگی اور ہمیں پہلے سے زیادہ زرخیز زمین میسر آئے گی۔ جہاں تک میرا مسلمانوں کو یہ حکم دینے کا تعلق ہے کہ دشمن پر حملہ کرو، مَیں فتح اور مالِ غنیمت کی ضمانت دیتا ہوں تو اس سے مراد میرا مسلمانوں کو مشرکین کے ممالک کی طرف بھیجنا اور انہیں جہاد پر ابھارنا ہے۔ اور جہاں تک اس جھنڈے کا تعلق ہے جو تمہارے پاس تھا جس کو تم لے کر ان بستیوں میں سے ایک بستی کی طرف گئے اور اس میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے تم سے امان طلب کی اور تم نے انہیں امان دے دی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس علاقے کو فتح کرنے والے امرا میں سے ایک ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح دے گا اور رہا وہ قلعہ جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے فتح کرایا تو اس سے مراد وہ علاقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ میرے لیے فتحیاب کرے گا اور جہاں تک اس تخت کا تعلق ہے جس پر تُو نے مجھے بیٹھا ہوا دیکھا تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عزت و رفعت سے نوازے گا اور مشرکین کو ذلیل و رسوا کرے گا اور جہاں تک اس آدمی کا تعلق ہے جس نے مجھے نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیا اور میرے سامنے سورۂ نصر کی تلاوت کی تو اس طرح اس نے مجھے میری موت کی خبر دی ہے۔ یہی سورت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپؐ کو علم ہو گیا تھا کہ اس سورت میں آپؐ کی وفات کی خبر دی جا رہی ہے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہؐ...... جلد 2، جزء 1، صفحہ 109-110، عالم الکتب بیروت 1997ء) (تاریخ دمشق الکبیر، جلد 1، جزء 2، صفحہ 44، ذکر اہتمام ابوبکر...... الخ) (مردانِ عرب، حصہ اول از علامہ عبدالستار ہمدانی، صفحہ 108-109، مطبوعہ 2013ء)

تو یہ تعبیر حضرت ابوبکرؓ نے اس خواب کی فرمائی۔

بہرحال جب حضرت ابوبکرؓ نے شام کی فتح کیلئے لشکر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے مشورے کیلئے حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور اہلِ بدر میں سے کبار مہاجرین و انصار نیز دیگر صحابہؓ کو طلب کیا۔ جب یہ اصحاب آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ نے فرمایا اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اعمال ان کا بدلہ نہیں ہو سکتے۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرو کہ اس نے تم پر احسان کیا اور تمہیں ایک کلمہ پر جمع کیا اور تمہارے درمیان صلح کروائی۔ تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور تم سے شیطان کو دور کیا۔

اب شیطان کو تمہارے شرک میں مبتلا ہونے اور خدا کے سوا کسی اَور کو معبود بنانے کی امید نہیں رہی۔ آج عرب ایک امّت ہیں جو ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ میں ان کو رومیوں سے جنگ کیلئے شام بھجواؤں۔ جو ان میں سے مارا گیا وہ شہید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک کام کرنے والوں کیلئے بہترین بدلہ تیار کر رکھا ہے۔ اور ان میں سے جو زندہ رہا وہ دینِ اسلام کا دفاع کرتے ہوئے زندہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ سے مجاہدین کے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ یہ میری رائے ہے۔ اب آپ لوگوں میں سے ہر شخص اپنی رائے کے مطابق مشورہ دے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے مشورہ مانگا۔

اس پر حضرت عمر بن خطابؓ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا: سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے خیر و برکت سے نوازتا ہے۔

اللہ کی قسم! بھلائی کے جس معاملے میں بھی ہم نے آپؓ سے آگے بڑھنا چاہا آپؓ اس میں ہمیشہ ہم پر سبقت لے گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

اللہ کی قسم! میں آپؓ سے اسی مقصد کیلئے ملاقات کرنا چاہتا تھا جو آپؓ نے ابھی بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ میں یہ بات آپؓ سے کر نہ سکا حتی کہ آپ نے خود ہی اسکا تذکرہ کر دیا۔ یقیناً آپؓ کی رائے صحیح ہے۔ اللہ نے آپ کو صحیح راہ کا ادراک عطا فرمایا ہے۔

پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت علیؓ اور دیگر تمام حاضرینِ مجلس مہاجرین اور انصار نے آپ کی رائے کی تائید کرتے ہوئے عرض کیا ہم آپؓ کی بات بھی سنیں گے اور اطاعت بھی کریں گے۔ ہم آپؓ کی حکم عدولی نہیں کریں گے اور آپؓ کی تحریک پر لبیک کہیں گے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ لوگوں سے خطاب کرنے کیلئے دوبارہ کھڑے ہوئے اور آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ اہل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا۔ پھر فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی نعمت دے کر تم پر بڑا احسان کیا۔ تمہیں جہاد کے ذریعہ سے معزز کیا۔ تمہیں دینِ اسلام کے ذریعہ دوسرے ادیان پر فضیلت دی۔ لہٰذا اللہ کے بندو! ملکِ شام میں رومیوں سے جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اب میں تمہارے امرا مقرر کرنے والا ہوں اور انہیں تمہارا کمانڈر بنانے لگا ہوں۔

تم اپنے رب کی اطاعت کرنا، اپنے امرا کی خلاف ورزی نہ کرنا اور اپنی نیت رضائے الٰہی کیلئے خالص رکھنا۔ سیرت و کردار بہتر سے بہتر بنانا اور کھانا پینا صحیح رکھنا۔ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور احسان کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ اے لوگو! اپنے رومی دشمن سے جنگ کیلئے شام کی طرف نکلو اور مسلمانوں کے امیر حضرت خالد بن سعیدؓ ہوں گے۔ (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہؐ...... جلد 2، جزء 1، صفحہ 110 تا 114، عالم الکتب بیروت 1997ء)

ملک شام کی فتوحات کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت خالد بن سعیدؓ کو روانہ فرمایا چنانچہ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ جب حج کر کے واپس مدینہ تشریف لائے تو تیرہ ہجری میں آپؓ نے حضرت خالد بن سعیدؓ کو ایک لشکر کے ہمراہ شام کی طرف روانہ فرمایا جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو عراق کی طرف روانہ فرمایا تھا اسی وقت حضرت خالد بن سعیدؓ کو شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ لہٰذا سب سے پہلا جھنڈا جو شام کی فتح کیلئے لہرایا گیا وہ حضرت خالد بن سعیدؓ کا تھا۔

اسکے علاوہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین کے خلاف گیارہ لشکر تیار کر کے روانہ فرمائے تھے تو اس وقت ہی آپؓ نے حضرت خالد بن سعیدؓ کو شام کی سرحدوں کی حفاظت کیلئے تیماء جانے کا حکم دیا تھا اور ہدایت فرمائی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اطراف کے لوگوں کو اپنے سے ملنے کی دعوت دینا اور صرف ان لوگوں کو بھرتی کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں اور صرف ان سے جنگ کرنا جو تم سے جنگ کریں یہاں تک کہ میری طرف سے کوئی اَور حکم آ جائے۔ تیماء بھی شام اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور شہر ہے۔

(الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 252، ثم دخلت سنۃ ثلاث عشرۃ، ذکر فتوح الشام، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2006ء) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 332، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 78، زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت ابوبکرؓ نے رومیوں کے خلاف جنگ کیلئے اہل مدینہ کے علاوہ دیگر علاقوں کے مسلمانوں کو بھی تیار کرنا شروع کیا اور انہیں جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ آپ نے اہل یمن کی طرف بھی ایک خط لکھا جس کا متن اس طرح سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی طرف سے اہل یمن میں سے مومنین اور مسلمانوں کے ہر فرد کیلئے جس پر یہ پڑھا جائے، تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اس کیلئے تھوڑی تیاری یا بھرپور تیاری کر کے نکلیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ پس جہاد لازمی فریضہ ہے اور اللہ کے ہاں اس کا اجر عظیم ہے اور ہم نے مسلمانوں کو شام میں رومیوں سے جہاد کیلئے تیاری کا حکم دیا ہے۔ ان کی نیتیں اچھی اور مرتبہ بلند ہے۔ پس اے اللہ کے بندو! اپنے رب کے فرض اور اسکے نبی کی سنت اور دو میں سے ایک نیکی کی طرف جلدی کرو؛ یا تو شہادت یا پھر فتح اور مال غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی بے عمل باتوں سے راضی نہیں ہوتا اور نہ اس کے دشمنوں سے جہاد ترک کرنے سے راضی ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ حق کو قبول کر لیں اور قرآن کریم کے حکم کو مان لیں۔ اللہ تمہارے دین کی حفاظت کرے اور تمہارے دلوں کو ہدایت دے اور تمہارے اعمال کو پاک کر دے اور تمہیں صبر کرنے والے مجاہدین جیسا اجر عطا کرے۔

حضرت ابوبکرؓ نے یہ خط حضرت انس بن مالکؓ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں یمن پہنچا اور ایک ایک محلے اور ایک ایک قبیلے سے آغاز کیا۔ میں ان کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کا خط پڑھتا تھا اور جب میں خط پڑھنے سے فارغ ہوتا تھا تو کہتا تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد، اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مسلمانوں کا پیغام رساں ہوں۔ غور سے سنو! میں نے مسلمانوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ ایک لشکر کی صورت میں جمع ہیں۔ انہیں اپنے دشمن کی طرف روانہ ہونے سے صرف تمہارا (یعنی مدینہ آمد کا) انتظار روکے ہوئے ہے۔ پس تم جلدی سے اپنے بھائیوں کی طرف کوچ کرو۔ اے مسلمانو! اللہ تم پر رحم کرے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہؐ...... جلد 2 جزء 1، صفحہ 115-116، عالم الکتب 1997ء)

حضرت انسؓ مدینہ واپس پہنچے اور حضرت ابوبکرؓ کو لوگوں کی آمد کی خوشخبری سناتے ہوئے عرض کیا کہ یمن کے بہادر، دلیر اور شہسوار پراگندہ بالوں والے اور گرد وغبار سے بھرے ہوئے آپؓ کے پاس پہنچنے والے ہیں۔ وہ اپنے مال واسباب اور بیوی بچوں کے ساتھ نکل چکے ہیں۔ (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم، صفحہ 439، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

دوسری طرف حضرت خالد بن سعیدؓ تیماء پہنچ کر وہیں مقیم ہو گئے اور اطراف کی بہت سی جماعتیں ان سے آملیں۔ رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم لشکر کی خبر ہوئی تو انہوں نے اپنے زیرِ اثر عربوں سے شام کی جنگ کیلئے فوجیں طلب کیں۔

حضرت خالد بن سعیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو رومیوں کی اس تیاری کے متعلق لکھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواباً لکھا کہ تم پیش قدمی کرو اور ذرا مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو۔ اس پر حضرت خالد بن سعیدؓ رومیوں کی طرف بڑھے مگر جب آپؓ ان کے قریب پہنچے تو وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور انہوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ اس جگہ پر قابض ہو گئے اور اکثر لوگ جو آپؓ کے پاس جمع تھے مسلمان ہو گئے۔ حضرت خالد بن سعیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ حضرت خالد بن سعیدؓ ان لوگوں کو لے کر چل پڑے یہاں تک کہ ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ وہاں ان کے مقابلے پر ایک رومی پادری باہان نامی آیا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ نے اسے شکست دی اور اس کے لشکروں میں سے بہتوں کو قتل کیا اور باہان نے فرار ہو کر دمشق کی طرف پناہ لی۔ حضرت خالد بن سعیدؓ نے اس کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ کو دے کر مزید کمک طلب کی۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس یمن سے جہادِ شام کی غرض سے ابتدائی طور پر کوچ کر کے آنے والے لوگ موجود تھے۔ اسکے علاوہ مکہ اور یمن کے درمیان کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ ان لوگوں میں حضرت ذُوالکَلَاعؓ بھی تھے۔ نیز حضرت عکرمہؓ بھی مرتدین کے خلاف جنگ سے کامیاب ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس واپس لوٹے تھے جن کے ساتھ کچھ علاقوں کے اَور لوگ بھی تھے۔ ان سب کے متعلق حضرت ابوبکرؓ نے امرائے صدقات کو لکھا کہ جو لوگ تبدیلی کے خواہاں ہوں ان کو تبدیل کر دو تو سب نے تبدیل ہونا چاہا اور ان سب کو بدل کر ایک نیا لشکر تیار کیا گیا۔ اس لیے اس لشکر کا نام جَیْشُ الْبِدَال پڑ گیا۔ یہ فوجیں حضرت خالد بن سعیدؓ کے پاس پہنچیں۔ اسکے بعد بھی حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو شام کی جنگ کے لیے ترغیب دلاتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ولید بن عقبہؓ کو حضرت خالد بن سعیدؓ کی طرف شام پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔ وہ جب خالد بن سعیدؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے انہیں بتایا کہ اہل مدینہ اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے بے تاب ہیں اور حضرت ابوبکرؓ فوجیں بھیجنے کا بندوبست کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت خالد بن سعیدؓ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے اس خیال سے کہ رومیوں پر فتح یابی کا فخر انہی کے حصہ میں آئے حضرت ولید بن عقبہؓ کو ساتھ لے کر رومیوں کی عظیم الشان فوج پر حملہ کرنا چاہا جس کی قیادت ان کا سپہ سالار باہان کر رہا تھا۔

(کامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 252، 253، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (البدایہ والنہایہ، جلد 4، جزء 7، صفحہ 4، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 332، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان) (حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 340-341، مطبوعہ بک کارنر شوروم جہلم)

گویا حضرت خالد بن سعیدؓ نے رومی لشکر پر حملہ کرتے وقت حضرت ابوبکرؓ کی اس ہدایت کو نظر انداز کر دیا کہ تم اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے اور بہر حال وہ اپنی پشت کے دفاع سے غافل ہو گئے اور دیگر امرا کے پہنچنے سے پہلے ہی رومیوں سے جنگ شروع کر دی۔ باہان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کے سامنے سے ہٹ کر دمشق کی طرف نکل گیا۔ باہان کا پیچھے ہٹنا اصل میں ایک چال تھی۔ وہ مسلمانوں کو

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا

(سورۃ الانعام:35)

ترجمہ: اور یقیناً تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے تھے اور انہوں نے اس پر کہ وہ جھٹلائے گئے اور بہت ستائے گئے صبر کیا یہاں تک کہ ان تک ہماری مدد آ پہنچی۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

(سورۃ الانعام:33)

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کر دے اور یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

گھیرے میں لے کر پیچھے سے ان پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس خطرے سے حضرت ابوبکرؓ نے انہیں خبردار کیا تھا لیکن کامیابی کے جذبے نے حضرت خالد بن سعیدؓ کو خلیفۂ وقت کی اس تنبیہ سے غافل کر دیا اور آگے بڑھنے پر اکسا دیا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ دشمن کی فوج میں آگے گھستے گئے۔ اس وقت ان کے ہمراہ حضرت ولید بن عقبہؓ کے علاوہ حضرت ذوالکلاعؓ اور حضرت عکرمہؓ بھی تھے۔ وہاں حضرت خالد بن سعیدؓ کو باہان کی فوجی چوکیوں نے ایک ساتھ مل کر محصور کر لیا اور ان کے راستے روک لیے۔ حضرت خالدؓ کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ اسکے بعد باہان نے پیش قدمی کی اور ایک جگہ حضرت خالد کے بیٹے سعید کو کچھ لوگوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں گھومتے ہوئے پا لیا اور ان سب کو قتل کر دیا۔ حضرت خالد بن سعیدؓ کو اس کی خبر ہوئی یعنی ان کے بیٹے اور ان کے ساتھیوں کے قتل ہونے کی، شہید ہونے کی خبر ہوئی، تو سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ وہاں سے فرار ہو گئے اور بجائے اس کے کہ مقابلہ کرتے وہاں سے چھوڑ کے چلے گئے۔ ان کے بعد بہت سے ساتھی بھی گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے منقطع ہو گئے۔ خالد شکست کھاتے ہوئے ذُوالمُرْوَہ تک پہنچ گئے مگر حضرت عکرمہؓ اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ مسلمانوں کی مدد کرتے رہے۔ ذوالمروہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مدینہ سے کوئی چھیانوے میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے۔ بہرحال حضرت عکرمہؓ نے باہان اور اس کی فوجوں کو حضرت خالد کا تعاقب کرنے سے باز رکھا۔ اس کی اطلاع جب حضرت ابوبکرؓ کو ہوئی تو آپ نے حضرت خالدؓ سے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ البتہ بعد میں جب انہیں مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے اس فعل پر معافی مانگی۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری، جزء الثانی، صفحہ 333-334، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2012ء)

(ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ از ہیکل مترجم، صفحہ 341) (فرہنگ سیرت، صفحہ 56و269، زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت خالد بن سعیدؓ کی اس ناکامی کے باوجود حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عزم و حوصلہ میں ہرگز فرق نہ آیا۔ جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت عکرمہؓ اور حضرت ذُوالکَلَاعؓ اسلامی لشکروں کو رومیوں کے چنگل سے بچا کر واپس شام کی سرحدوں پر لے آئے ہیں اور وہاں مدد کے منتظر ہیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر کمک بھیجنے کا انتظام شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس سلسلہ میں چار بڑے لشکر تیار کیے جنہیں شام کے مختلف علاقوں کی جانب روانہ کیا۔ ان کی تفصیل اس طرح ملتی ہے۔

ایک لشکر جو پہلا تھا یزید بن ابوسفیان کا تھا۔ یہ حضرت معاویہؓ کے بھائی تھے اور ابوسفیان کے خاندان میں بہترین آدمی تھے۔ بطور کمک بھیجے جانے والے ان چار لشکروں میں سے یہ پہلا لشکر تھا جو شام کی طرف آگے بڑھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس لشکر کا امیر حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو بنایا۔ ان کے ذمہ دمشق پہنچ کر اس کو فتح کرنا اور دیگر تین لشکروں کی بوقتِ ضرورت مدد کرنا تھا۔ اس لشکر کی تعداد ابتدا میں تین ہزار تھی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مزید امداد بھیجی جس سے ان کی تعداد تقریباً سات ہزار ہو گئی۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کے اس لشکر میں مکہ کے لوگوں میں سے سُہَیل بن عَمرو اور ان جیسے اور ذی مرتبہ لوگ بھی شریک تھے۔ سُہَیل بن عَمرو زمانہ جاہلیت میں قریش کے سرکردہ لوگوں اور زیرک سرداروں میں سے تھے اور صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرتے ہوئے انہوں نے کفارِ مکہ کی نمائندگی کی تھی۔ یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم صفحہ 441، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 333، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (اسد الغابہ، جلد 2، صفحہ 585-586، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کیلئے جھنڈا باندھا تو ربیعہ بن عامر کو بلایا اور ان کیلئے بھی ایک جھنڈا باندھا اور انہیں فرمایا کہ تم یزید بن ابوسفیان کے ساتھ جاؤ گے۔ ان کی نافرمانی اور مخالفت نہ کرنا۔ پھر آپؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ سے فرمایا اگر تم اپنے مقدمۃ الجیش کی نگرانی ربیعہ بن عامر کے سپرد کرنا مناسب سمجھو تو ضرور ایسا کرنا۔ ان کا شمار عرب کے بہترین شہسواروں اور تمہاری قوم کے صلحاء میں سے ہوتا ہے اور میں بھی امید رکھتا ہوں کہ یہ اللہ کے نیک بندوں میں سے ہیں۔ اس پر حضرت یزیدؓ نے عرض کیا کہ ان کے بارے میں آپؓ کے حسن ظن اور ان کے متعلق آپؓ کی امید نے میرے دل میں ان کی محبت کو اَور زیادہ بڑھا دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ ان کے ساتھ پیدل چلنے لگے تو حضرت یزیدؓ نے کہا کہ اے خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم! یا تو آپؓ بھی سوار ہو جائیں یا مجھے اجازت دیں کہ میں بھی آپؓ کے ساتھ پیدل چلنا شروع کر دوں کیونکہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ خود تو سوار ہوں اور آپؓ پیدل چلیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: نہ تو میں سوار ہوں گا اور نہ ہی تم سواری سے نیچے اترو گے۔ میں اپنے ان قدموں کو اللہ کی راہ میں اٹھتے ہوئے سمجھتا ہوں۔

پھر آپؓ نے حضرت یزید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے یزید! میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، اسکی اطاعت کرنے، اسکی خاطر ایثار کرنے اور اس سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جب دشمن سے تمہاری مڈھ بھیڑ ہو اور اللہ تمہیں فتح نصیب کرے تو تم خیانت نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا یعنی لوگوں کی، مقتولوں کی شکلیں نہ بگاڑنا اور تم بدعہدی نہ کرنا اور نہ ہی بزدلی دکھانا اور کسی چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بوڑھے کو اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کھجور کے درخت کو جلانا اور نہ ہی انہیں تباہ و برباد کرنا اور کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ تم کسی جانور کو ذبح نہ کرنا سوائے کھانے کیلئے۔ بلاوجہ جانوروں کو بھی ذبح نہیں کرنا یا مارنا نہیں۔ اور تم کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جنہوں نے اللہ کیلئے اپنے آپ کو گرجوں میں وقف کر رکھا ہوگا، پس تم انہیں اور اس چیز کو جس کیلئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہوگا چھوڑ دینا۔ یعنی جو راہب ہیں، گرجوں کے پادری ہیں ان کو کچھ نہیں کہنا اور تم کچھ ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے کہ شیطان نے ان کے سر کے بال درمیان سے صاف کیے ہوں گے۔ ان کے سروں کا درمیانی حصہ اس طرح ہوگا جیسے تیتر نے انڈے دینے کیلئے زمین میں گڑھا کھودا ہو۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو اپنے سر کے بال درمیان سے صاف کیے ہوں گے اور چاروں طرف سے پٹیوں کی مانند بال چھوڑے ہوں گے۔ پس تم ان کے سروں کے صاف کیے ہوئے حصوں پر تلوار سے ضرب لگانا۔ ان لوگوں کو جو مارنے کا حکم ہے، ان لوگوں کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عیسائیوں کا ایک گروہ تھا جو راہب تو نہیں تھے لیکن مذہبی لیڈر تھے جو مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے بھڑکاتے رہتے تھے اور جنگ میں حصہ بھی لیتے تھے۔ اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے یہ تو فرمایا کہ جو راہب ہیں، گرجوں کے اندر ہیں ان کو کچھ نہیں کہنا لیکن ایسے لوگ اور ان لوگوں کے پیچھے چلنے والے وہ لوگ، جو جنگ کیلئے بھڑکاتے ہیں اور مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں، ان سے بہرحال جنگ کرنی ہے کیونکہ یہ لوگ جنگ کرنے والے بھی ہیں اور جنگ کیلئے بھڑکانے والے بھی ہیں۔ فرمایا کہ ان سے جنگ کرنی ہے یہاں تک کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں یا بے بس ہو کر جزیہ دیں۔

جو اللہ اور اسکے رسولوں کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد کرتا ہے۔ اور میں تمہیں سلام کہتا ہوں اور اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہؐ...... جلد 2، جزء 1، صفحہ 117-118، عالم الکتب بیروت 1997ء) (ماخوذ از تاریخ طبری، جلد دوم، صفحہ 246، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ایک اَور روایت میں ان کے علاوہ مزید ہدایت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو فرمایا میں نے تمہیں والی مقرر کیا تا کہ تمہیں آزماؤں، تمہارا تجربہ کروں اور تمہیں باہر نکال کر تمہاری تربیت کروں۔ اگر تم نے اپنے فرائض بحسن و خوبی ادا کیے تو تمہیں دوبارہ تمہارے کام پر مقرر کروں گا اور تمہیں مزید ترقی دوں گا۔ اگر تم نے کوتاہی کی تو تمہیں معزول کر دوں گا۔ اللہ کے تقویٰ کو تم لازم پکڑو۔ وہ تمہارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح ظاہر کو دیکھتا ہے۔ فرمایا کہ لوگوں میں خدا کے زیادہ قریب وہ ہے جو اللہ سے دوستی کا سب سے بڑھ کر حق ادا کرنے والا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کے قریب وہ شخص ہے جو اپنے عمل کے ذریعہ سب سے زیادہ اس سے قربت حاصل کرے۔ میں نے خالد بن سعید کی جگہ تم کو مقرر کیا ہے۔ جاہلی تعصّب سے بچنا۔ اللہ کو یہ باتیں اور ایسا کرنے والا انتہائی ناپسند ہیں۔ جب تم اپنے لشکر کے پاس پہنچو تو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ ان کے ساتھ خیر سے پیش آنا اور ان کو خیر کا وعدہ دلانا اور جب انہیں وعظ و نصیحت کرنا تو مختصر کرنا کیونکہ بہت زیادہ گفتگو بہت سی باتوں کو بھلا دیتی ہے۔ تم اپنے نفس کو درست رکھو، لوگ تمہارے لیے درست ہو جائیں گے۔ لیڈر اپنے آپ کو ٹھیک رکھیں تو لوگ خود درست ہو جائیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات پر رکوع و سجود کو مکمل کرتے ہوئے ادا کرنا، ان میں خشوع و خضوع کا مکمل اہتمام کرنا اور جب دشمن کے سفیر تمہارے پاس آئیں تو ان کا اکرام کرنا۔ سفیر آتا ہے تو اس کی عزت کرنی ہے۔ انہیں بہت کم ٹھہرانا اور تمہارے لشکر سے جلد نکل جائیں تا کہ وہ اس لشکر کے بارے میں کچھ جان نہ سکیں۔ یہ بھی حکمت ہے کہ سفیر آئیں تو ان کو کم سے کم ٹھہراؤ اور جلدی رخصت کر دو اور اپنے امور پر ان کو مطلع نہ ہونے دینا کہ انہیں تمہاری خرابی کا پتہ چل جائے اور وہ تمہاری معلومات حاصل کر لیں۔ انہیں اپنے لشکر کے جمگھٹے میں رکھنا۔ اپنے لوگوں کو ان سے بات کرنے سے روک دینا۔ جب تم خود ان سے بات کرو تو اپنے بھید کو ظاہر نہ کرنا ورنہ تمہارا معاملہ خلط ملط ہو جائے گا۔ جب تم کسی سے مشورہ لینا تو بات سچ کہنا، صحیح مشورہ ملے گا۔ مشیر سے اپنی خبر مت چھپانا ورنہ تمہاری وجہ سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔

یہ بھی ایک اصول ہے کہ جس سے مشورہ لینا ہے اس کو پھر ہر باریک بات بھی بتانی پڑتی ہے تا کہ وہ صحیح

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعا ایسی مصیبت سے بچانے کیلئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الدعاء، حدیث 3548)

طالبِ دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے تو وہ صبر کرے کیونکہ

جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اور اس حالت میں فوت ہو گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن وتحذیر الدعاۃ الی الکفر)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

مشورہ دے سکے اور کم سے کم نقصان ہو۔

رات کے وقت اپنے دوستوں سے باتیں کرو تمہیں بہت سی خبریں مل جائیں گی اور رات کو معلومات اکٹھی کرو تو پوشیدہ باتیں تم پر ظاہر ہو جائیں گی۔ حفاظتی دستہ میں زیادہ افراد کو رکھنا اور انہیں اپنی فوج میں پھیلا دینا اور اکثر بغیر اطلاع دیے اچانک ان کی چوکیوں کا معائنہ کرنا۔ جسے اپنی حفاظت گاہ سے غافل پاؤ اس کی اچھی طرح تادیب کرنا اور سزا دیتے ہوئے افراط سے کام نہ لینا۔ رات میں ان کی باریاں مقرر کرنا۔ اول شب کی باری آخری شب سے لمبی رکھنا کیونکہ دن سے قریب ہونے کی وجہ سے یہ باری آسان ہوتی ہے۔ شروع رات کی جو ڈیوٹی ہے وہ لمبی رکھو کیونکہ اس میں جاگنا آسان ہے اور آخری رات کی جو ڈیوٹی ہے وہ ذرا کم ہو۔ سزا کے مستحق کو سزا دینے سے مت ڈرنا۔ اس میں نرمی نہ کرنا۔ سزا دینے میں جلدی نہ کرنا اور نہ بالکل نظر انداز کرنا۔ پھر فرمایا کہ اپنی فوج سے غافل نہ رہنا کہ وہ خراب ہو جائیں اور ان کی جاسوسی کر کے ان کو رسوا نہ کرنا۔ ان کی راز کی باتیں لوگوں سے نہ بیان کرنا۔ ان کے ظاہر پر اکتفا کرنا۔ بیکار قسم کے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھنا۔ سچے اور وفادار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا۔ دشمن سے مڈھ بھیڑ کے وقت ڈٹ جانا۔ بزدل نہ بننا ورنہ لوگ بھی بزدل ہو جائیں گے۔ مالِ غنیمت میں خیانت سے بچنا؛ یہ محتاجی سے قریب کرتی ہے اور فتح و نصرت کو روکتی ہے۔ تم ایسے لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں میں وقف کر رکھا ہوگا۔ پس تم انہیں اور جس کام میں انہوں نے اپنے آپ کو مشغول رکھا ہوگا اسے چھوڑ دینا۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ، جلد 2، صفحہ 253-254، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

تو یہ ایک مکمل لائحہ عمل ہے جو ہر لیڈر کیلئے، ہر عہدے دار کیلئے، کام کرنے کیلئے، عمل کرنے کیلئے بڑا ضروری ہے۔ اسکے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزیدؓ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں الوداع کرتے ہوئے فرمایا: تم پہلے شخص ہو جسے میں نے مسلمانوں کے معززین پر امیر مقرر کیا ہے جو نہ تو کم حیثیت کے لوگ ہیں نہ کمزور، نہ گھٹیا، نہ مذہبی تشدد رکھنے والے ہیں۔

پس تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا اور اپنا بازو ان پر جھکائے رکھنا اور ان سے اہم معاملات میں مشورہ کرنا، حسن سلوک کرنا۔ اللہ تمہارے لیے تمہارے ساتھیوں کو حسن سلوک کرنے والا بنائے اور پھر فرمایا کہ ہماری خلافت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مدد فرمائے۔ پھر حضرت یزیدؓ اپنے لشکر کو لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت ابوبکرؓ ہر صبح شام نمازِ فجر اور عصر کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! تُو نے ہمیں پیدا کیا ہم کچھ بھی نہ تھے۔ پھر تُو نے اپنی جناب سے رحمت اور فضل نازل کرتے ہوئے ہماری طرف ایک رسولﷺ بھیجا۔ پھر تُو نے ہمیں ہدایت دی جبکہ ہم گمراہ تھے اور تُو نے ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی جبکہ ہم کافر تھے۔ ہم تعداد میں تھوڑے تھے اور تُو نے ہمیں زیادہ کیا۔ ہم پراگندہ تھے، تُو نے ہمیں اکٹھا کر دیا۔ ہم کمزور تھے، تُو نے ہمیں طاقت بخشی۔ پھر تُو نے ہم پر جہاد فرض کیا اور ہمیں مشرکین سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیں اور وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں اور وہ بے بس ہو چکے ہوں۔ یا تو مسلمان ہو جائیں یا اگر مسلمان نہیں ہوتے تو پھر جزیہ ادا کریں۔ اے اللہ! ہم تیرے اس دشمن سے جہاد کے بدلے تیری خوشنودی کے خواہاں ہیں جس نے تیرے ساتھ شریک ٹھہرایا اور تیرے سوا اَور معبودوں کی عبادت کی۔ اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ظالم جو کہتے ہیں تیری شان اس سے بہت بلند ہے۔ اے اللہ! اپنے مشرک دشمنوں کے مقابلے میں اپنے مسلمان بندوں کی مدد فرما۔ اے اللہ! انہیں آسان فتح نصیب فرما اور ان کی بھرپور مدد کر۔ ان میں سے جو کم ہمت ہیں انہیں بہادر بنا دے اور ان کے قدموں کو ثبات بخش اور ان کے دشمنوں کو لڑکھڑا دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان کو تباہ و برباد کر دے اور انہیں جڑ سے کاٹ ڈال اور ان کی کھیتیوں کو تباہ کر دے اور ہمیں ان کی زمینوں، ان کے گھروں، ان کے اموال اور ان کے نشانات کا وارث بنا اور تُو ہمارا ولی اور ہم پر مہربان ہو جا۔ اور ہمارے معاملات کو درست کر دے۔ تیری نعمتوں سے حصہ پانے کیلئے ہمیں شکر گزار لوگوں میں سے بنا دے۔ تُو ہمیں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بھی بخش دے۔ ان میں سے جو زندہ ہیں ان کو بھی اور جو وفات پا چکے ہیں ان کو بھی۔ اللہ ہمیں اور تمہیں دنیا اور آخرت میں قولِ ثابت کے ساتھ مضبوطی سے کھڑا رہنے والا بنائے۔ یقیناً وہ مومنوں کے ساتھ بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہﷺ...... جلد 2، جزء 1، صفحہ 118-119، عالم الکتب بیروت 1997ء)

دوسرا لشکر جو تھا شُرَحْبِیل بن حَسَنہؓ کا تھا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے والد کا نام عبداللہ بن مُطَاع اور والدہ کا نام حَسَنہ تھا۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور حضرت شرحبیلؓ کے والد ان کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور یہ اپنی والدہ حسنہ کے نام پر شرحبیل بن حسنہ کہلائے۔ حضرت شرحبیلؓ ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ خلافتِ راشدہ میں یہ مشہور سپہ سالاروں میں سے ایک تھے۔ اٹھارہ ہجری میں سڑسٹھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ (ماخوذ از اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد 2، صفحہ 619-620، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی روانگی کیلئے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی روانگی کے تین دن بعد کی تاریخ مقرر فرمائی۔ جب تیسرا دن گزر گیا تو آپ نے حضرت شرحبیل کو الوداع کہا اور فرمایا، اے شرحبیل! کیا تم نے یزید بن ابوسفیان کو جو وصیت میں نے کی اس کو نہیں سنا۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ پہلے میں نے سنی ہیں (جو نصیحتیں مَیں نے پڑھی ہیں) اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، میں تمہیں اسی کی مانند وصیت کرتا ہوں اور ان باتوں کی بھی وصیت کرتا ہوں جن کا ذکر یزید کو کرنا بھول گیا تھا۔

میں تمہیں نماز وقت پر ادا کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور جنگ کے روز ثابت قدم رہنے کی یہاں تک کہ تم فتح حاصل کر لو یا شہید ہو جاؤ اور مریضوں کی عیادت کرنے اور جنازوں میں شامل ہونے اور ہر حال میں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ ابوسفیان نے آپؓ سے عرض کیا کہ یزید ان صفات پر پہلے ہی کاربند ہے اور شام جانے سے قبل ہی اس پر دوام اختیار کیے ہوئے تھا۔ اب وہ اس کو زیادہ لازم کر لے گا ان شاء اللہ۔ حضرت شرحبیلؓ نے جواب دیا: اللہ سے مدد مانگتے ہیں جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو الوداع کہا اور اپنے لشکر کے ساتھ جانبِ شام روانہ ہو گئے۔ حضرت شرحبیلؓ کے لشکر کی تعداد تین ہزار سے چار ہزار تک تھی۔ آپ کو یہ حکم فرمایا کہ تبوک اور بَلْقَاء جائیں اور پھر بُصْریٰ کا رخ کریں اور یہ آخری منزل ہو۔ بُصریٰ شام کا ایک قدیم اور مشہور شہر ہے۔ حضرت شرحبیلؓ بَلْقَاء کی طرف روانہ ہو گئے۔ کوئی قابل ذکر مقابلہ نہ ہوا۔ بَلْقَاء بھی شام کے علاقہ میں واقع ہے آپ کا لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے بائیں اور لشکر عمرو بن عاص کے دائیں جانب چلتے ہوئے بَلْقَاء پہنچا اور اندر گھس گیا اور بُصریٰ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا لیکن فتح حاصل نہ ہو سکی کیونکہ یہ رومیوں کے محفوظ اور مضبوط مراکز میں سے تھا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم، صفحہ 446-447، الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان) (الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہﷺ...... جلد 2، جزء 1، صفحہ 120، عالم الکتب بیروت 1997ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 58، 61، زوار اکیڈمی کراچی)

تیسرا لشکر ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور ان کے والد کا نام عبداللہ بن جراح تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ اپنی کنیت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں جبکہ آپؓ کے نسب کو آپ کے دادا جَرَّاح سے جوڑا جاتا ہے۔ آپ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ جنہیں عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔ ان کی وفات اٹھارہ ہجری میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر اٹھاون سال تھی۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جزء ثالث، صفحہ 475، عامر بن عبد اللہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 2005ء) (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، جلد ثالث، صفحہ 126، عامر بن عبداللہ، دار الکتب العلمیۃ 2008ء) (استیعاب، جلد دوم، صفحہ 343، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

تیسرا لشکر جو حضرت ابوبکرؓ نے شام کی جانب روانہ کیا جیسا کہ میں نے کہا اس کے امیر حضرت ابوعبیدہؓ تھے۔ ان کو حِمص کی جانب روانہ فرمایا ہے۔ حِمص بھی دمشق کے قریب شام کا ایک قدیم شہر ہے اور بڑا شہر تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کے لشکر کی تعداد سات ہزار تھی جبکہ ایک روایت کے مطابق آپ کے لشکر کی تعداد تین ہزار سے چار ہزار تک تھی۔ حضرت ابوعبیدہؓ راستے میں گزرتے ہوئے بلقاء کی ایک بستی مَآب کے پاس سے گزرے۔ یہ کوئی شہر نہیں تھا بلکہ خیموں کی ایک بستی تھی۔ وہاں کے لوگوں سے آپ کی جنگ ہوئی مگر پھر ان لوگوں نے آپ سے صلح کی درخواست کی جس پر آپ نے ان کے ساتھ صلح کر لی۔ یہ سب سے پہلی صلح تھی جو شام کے علاقے میں ہوئی۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 333، 341، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (سیدنا ابوبکر صدیقؓ از صلابی، صفحہ 447)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے ساتھ قیس بن هُبَیْرَہ کو بھی روانہ فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کے متعلق ابوعبیدہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے ساتھ عرب کے شہسواروں میں سے ایک عظیم شرف و

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میں اپنے پیاروں کی نسبت ۞ ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی

وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں ۞ اور اُن کی نگاہ رہے نیچی

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

غصہ میں بھرا ہوا خدا ہے ۞ جاگو ابھی فرصتِ دعا ہے

تم کہتے ہو امن میں ہیں ہم، اور ۞ منہ کھولے ہوئے کھڑی بلا ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

منزلت کا شخص ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ جہاد کے معاملے میں اس سے بڑھ کر کوئی نیک نیت ہو۔ اسکی رائے اور مشورے سے اور جنگی قوت سے مسلمان بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اس کو اپنے سے قریب رکھنا اور اسکے ساتھ لطف و کرم کا برتاؤ کرنا اور اسے یہ محسوس کرانا کہ تم اس سے بے نیاز نہیں ہو۔ اس سے تمہیں اس کی خیر خواہی حاصل رہے گی اور دشمن کے مقابلے میں اس کی کوششیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ حضرت ابوعبیدہؓ وہاں سے چلے گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے قَیس بن ھُبَیْرَہ کو بلایا اور فرمایا تمہیں ابوعبیدہ امینِ امت کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ ان پر اگر ظلم کیا جائے تو وہ اس کے بدلے میں ظلم نہیں کرتے اور اگر ان کے ساتھ بدسلوکی کی جائے تو معاف کر دیتے ہیں اور ان سے تعلق توڑا جائے تو اس کو جوڑنے کیلئے کوشاں ہوتے ہیں۔ مومنوں کے ساتھ بڑے رحیم ہیں اور کفار کے مقابلے میں سخت ہیں۔ تم ان کی حکم عدولی نہ کرنا اور یہ تمہیں خیر ہی کا حکم دیں گے۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہاری بات سنیں۔ لہٰذا تم انہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے مشورہ دینا۔ ہم سنتے آئے ہیں کہ تم شرک اور دورِ جاہلیت میں جنگ کے تجربہ کار سردار ہو جبکہ جاہلیت میں گناہ اور کفر پایا جاتا تھا۔ لہٰذا تم اپنی قوت اور بہادری کو اسلام کی حالت میں کافروں اور ان لوگوں کے خلاف استعمال میں لاؤ جنہوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اجرِ عظیم اور مسلمانوں کیلئے عزت و غلبہ رکھا ہے۔ یہ نصیحت سن کر قیس بن ھُبَیْرَہ نے عرض کیا، اگر آپ زندہ رہے اور میں بھی زندہ رہا تو آپ کو میرے بارے میں مسلمانوں کی حفاظت اور مشرکوں کے خلاف جہاد کی ایسی خبریں پہنچیں گی جو آپ کو پسندیدہ ہوں گی اور آپ کو خوش کر دیں گی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم جیسا شخص ہی ایسا کر سکتا ہے اور جب ابوبکرؓ کو جَابِیَہ میں (رومیوں کے) دو کمانڈروں کے ساتھ ان کی مبارزت اور ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا قیس نے سچ کر دکھایا اور اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

(تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، الجزء 52، ذکر قیس بن ھبیرۃ المکشوح، صفحہ 336-337، داراحیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

یہ ذکر باقی ہے اور آئندہ چلتا رہے گا۔

اس وقت میں ایک شہید کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ہمارے شہید نصیر احمد صاحب ہیں جو عبدالغنی صاحب کے بیٹے تھے۔ ربوہ میں دارالرحمت شرقی میں رہتے تھے۔ بارہ اگست کو ایک معاندِ احمدیت نے خنجروں کے وار کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

تفصیلات کے مطابق نصیر احمد صاحب بس سٹاپ پر اپنے ایک اخبار فروش دوست کے پاس رکے تو ایک مذہبی جنونی حافظ شہزاد حسن وہاں آ گیا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں جس پر نصیر احمد صاحب نے جواباً کہا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ اس پر مذکورہ شخص نے جماعت مخالفانہ نعرے بازی کا مطالبہ کیا۔ انکار پر اپنے تھیلے سے خنجر نکال کر نعرے لگاتے ہوئے نصیر احمد صاحب پر متعدد وار کیے اور چند سیکنڈ میں اتنے وار کیے کہ وہ جان لیوا ثابت ہوئے۔ بہرحال خنجر کے متعدد واروں کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ شہید ہو گئے۔ ان کی عمر شہادت کے وقت باسٹھ سال تھی۔ وقوعہ کے بعد قاتل نے اپنے بیان میں کہا کہ مجھے اس فعل پر کوئی شرمندگی نہیں ہے اور آئندہ بھی موقع ملا تو اس کام سے گریز نہیں کروں گا۔ یہ سارا واقعہ جو ہوا ہے ایک دو منٹ میں بلکہ ایک منٹ کے اندر اندر ہی ہوا اور کہتے ہیں کہ ڈھائی تین منٹ کے اندر اندر ان کو ہسپتال بھی پہنچا دیا تھا لیکن بہرحال اللہ کو یہی منظور تھا اور جو بھی وار تھے وہ جان لیوا ثابت ہوئے اور شہید ہوئے۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ شہید مرحوم کے دادا مکرم فیروز دین صاحب آف رائے پور، ضلع سیالکوٹ، کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1935ء میں خلافت ثانیہ میں بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ پرائمری تعلیم کے بعد انہوں نے آگے پڑھائی نہیں کی اور اپنے آبائی پیشہ زمیندارہ سے منسلک ہو گئے۔ پھر دس سال پہلے یہ باہر بھی کچھ عرصہ رہے۔ ملائیشیا وغیرہ میں ملازمت کرتے رہے پھر پاکستان آ گئے۔ دس سال پہلے یہ رائے پور ضلع سیالکوٹ سے ربوہ شفٹ ہوئے۔ آج کل فارغ تھے۔ کوئی کام نہیں کر رہے تھے۔ دل کے مریض بھی تھے۔ زیادہ وقت محلہ کی سطح پر جماعتی خدمات میں گزارتے تھے۔ اس وقت بھی مجلس انصار اللہ میں بطور منتظم ایثار اور محصل شعبہ مال خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ محلے میں ہر کسی کی مدد بالخصوص یتامیٰ اور غریبوں کی مدد کیلئے ہر دم تیار رہتے۔ مسجد کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھتے۔ نہایت دیانت دار، محنتی، ملنسار اور دلیر انسان تھے۔ ان کی ٹانگ میں چوٹ لگنے کی وجہ سے فریکچر ہو گیا تھا اس کی وجہ سے چلنے میں بھی دقت تھی لیکن اس کے باوجود بھی رات کے وقت جماعتی طور پر اگر ڈیوٹی اور پہرے کیلئے بلایا جاتا تو حاضر ہو جاتے۔ خطبہ سننے کا باقاعدہ انتظام تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کا بالخصوص اہتمام کرتے اور اپنے محلے میں جائزہ بھی لیتے۔ خلافت سے ان کا والہانہ عشق تھا۔ نماز فجر کے بعد ایک گھنٹہ موبائل فون پر تلاوت سماعت کرنا ان کا روزانہ کا معمول تھا اور تقریباً روزانہ دعا کیلئے بہشتی مقبرے بھی جاتے تھے۔ اور صدر محلہ کہتے ہیں کہ جب بھی جماعتی کام کیلئے ضرورت پڑی شہید مرحوم فوراً حاضر ہوتے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے انکار کیا ہو۔

مرحوم کی بیٹی مبارکہ صاحبہ کہتی ہیں کہ شہادت سے چند دن قبل انہوں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے اور صدمہ کا ماحول ہے جس پر صدقہ بھی دیا گیا۔ شہید مرحوم گذشتہ کچھ عرصہ سے خود بھی بار بار اظہار کرتے تھے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا وقت کم رہ گیا ہے۔

ان کی اہلیہ پروین اختر صاحبہ کے علاوہ تین بیٹیاں ہیں جو ان کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

ان کے بھائی تنویر اختر صاحب کہتے ہیں کہ ظاہری تعلیم اور جماعت کے متعلق اگرچہ علم اتنا نہیں تھا لیکن بچپن سے ہی جماعت کیلئے بے حد غیرت تھی اور خلافت سے بے انتہا پیار تھا۔ ایک سادہ دل اور بے نفس انسان تھا اور دوسروں کو خوش دیکھ کر خوشی پاتا تھا۔ لاہور سے عیدوں کے موقع پر گھر آتے تو بہت سا کھانے پینے کا سامان لے کر آتے اور ہمیشہ بہت اچھے نئے کپڑے اپنے لیے سلائی کروا کے لاتے اور کہتے ہیں کہ صرف عید کے روز پہنتے اور پھر وہ سوٹ کیونکہ میں واقف زندگی تھا تو مجھے دے دیا کرتے تھے اور میرا پرانا سوٹ لے لیتے تھے۔ ان کے بھتیجے کہتے ہیں کہ فون ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے کہ جماعت میں سے کسی کو مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اگر فون پاس نہ ہوا تو رابطہ کس طرح ہوگا۔ رات کے اوقات میں بھی فون بجتا تو فوراً اٹھ کر جماعتی خدمت کیلئے تیار ہو جاتے۔ ربوہ کے کونے کونے میں بھی مدد کیلئے جانا پڑتا تو جاتے۔ خون کے عطیات کیلئے ہمیشہ تیار رہتے اور اس طرح بے شمار لوگوں کی جانیں بچانے کا سبب بنے۔ دل کی بیماری کی آپ نے کبھی پروا نہیں کی۔ آپ کے نزدیک ضرورتمندوں کی امداد کرنا اخلاقی فرض تھا جس کی اہمیت آپ کی بیماری سے زیادہ آپ کو تھی۔

اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کا بھی حامی و ناصر ہو۔ ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی ان کی اولاد کو بھی توفیق دے۔

نماز کے بعد میں انشاء اللہ ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 اگست 2022ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل 6 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

❁ عزیزہ امۃ العلیم ہالہ بنت مکرم مرزا ہارون احمد صاحب (لاہور) ہمراہ عزیزم سید اسماعیل احمد ابن مکرم سید مظفر احمد صاحب (سکنتھورپ، یو.کے)

❁ عزیزہ طاہرہ احمد بنت مکرم ساجد احمد صاحب (بریڈفورڈ، یو.کے) ہمراہ عزیزم انجم احمد احمدی ابن مکرم محمد اکرم احمدی صاحب (فارنہم، یو.کے)

❁ عزیزہ عاصمہ چوہدری (واقفہ نو) بنت مکرم منیر ذوالفقار صاحب (ربوہ) ہمراہ عزیزم ولید بن ریاست ابن مکرم ریاست احمد صاحب مرحوم (ربوہ)

❁ عزیزہ سیدہ صبیحہ بشارت (واقفہ نو) بنت مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد شاہ صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم شاہ زین منصور (واقف نو) ابن مکرم منصور احمد صاحب (بلجیم)

❁ عزیزہ اقرا احمد (واقفہ نو) بنت مکرم وحید الزمان سعید صاحب مرحوم (جرمنی) ہمراہ عزیزم یاسر احمد ابن مکرم منیر احمد صاحب (جرمنی)

❁ عزیزہ خدیجہ ناہید بنت مکرم عارف حمید صاحب (مانچسٹر، یو.کے) ہمراہ عزیزم خالد احمد (واقف نو) ابن مکرم ناصر احمد صاحب (لندن)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک
کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 137، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپیور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو
تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 137، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

سفر ہجرت اور تعاقب سراقہ بن مالک

حضرت ابوبکرؓ نے گھر سے نکلتے ہوئے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو ایک بہت زِیرک اور ہوشیار نوجوان تھے ہدایت کی تھی کہ قریش کی حرکات کا خیال رکھیں اور روزانہ غارِ ثور میں اِطلاع دے جایا کریں۔ چنانچہ وہ ایسا کرتے تھے کہ رات کو اندھیرا ہوتے ہی غارِ ثور میں پہنچ جایا کرتے تھے اور رات وہیں گذار کر صبح سویرے ہی واپس آ جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے خادم عامر بن فہیرہ کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ دن بھر بکریاں چرائیں اور رات کو اُن کے پاس دُودھ پہنچا جایا کریں۔ اس طرح آپؐ تین رات تک غارِ ثور میں ٹھہرے اور اس عرصہ تک یہی انتظام جاری رہا۔ پھر جب قریش کے تعاقب کی کوشش میں کمی آ گئی تو تیسرے دن صُبح کے وقت آپؐ غار سے نِکلے۔ یہ پیر کا دن تھا اور 4 ربیع الاوّل یا بعض مؤرخین کی تحقیق کے مطابق یکم ربیع الاوّل 14 نبوی مطابق 12 ستمبر 622ء کی تاریخ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے پہلے سے ایک شخص عبداللہ بن اریقط کو جو قبیلہ بنی الدیل سے تھا اور باوجود عاص بن وائل رئیس مکّہ کے ساتھ تعلق رکھنے کے قابلِ اعتماد تھا معقول اُجرت دینی کر کے بطور رہنما کے ساتھ چلنے کیلئے مقرر کر رکھا تھا۔ یہ شخص اپنے فن کا خُوب ماہر تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے اسے پہلے سے اپنی اُونٹنیاں سپرد کر رکھی تھیں اور سمجھا رکھا تھا کہ تین رات کے بعد تیسرے دن کی صُبح کو اُونٹنیاں لے کر غارِ ثور میں پہنچ جائے۔ چنانچہ وہ حسبِ قرار داد پہنچ گیا۔ یہ بخاری کی مشہور روایت ہے، مگر مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو روانہ ہوئے تھے اور خود بخاری کی ہی ایک دوسری روایت میں اس کی تصدیق پائی جاتی ہے۔ اور قرین قیاس بھی یہی ہے کہ آپؐ رات کو روانہ ہوئے ہوں۔ بہرحال غارِ ثور سے نِکل کر آپ ایک اُونٹنی پر جس کا نام بعض روایات میں اَلقصوا بیان ہوا ہے، سوار ہو گئے اور دُوسری پر حضرت ابوبکرؓ اور اُن کا خادم عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔ روانہ ہوتے ہوئے آپؐ نے مکّہ کی طرف آخری نظر ڈالی اور حسرت کے الفاظ میں فرمایا۔ ''اے مکّہ کی بستی تو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔'' اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے کہا ''اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے۔ اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

چونکہ ابھی تک تعاقب کا ڈر تھا، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی اصل راستہ چھوڑ کر ساحل سمندر کے قریب قریب یثرب کی طرف روانہ ہوئے اور برابر ایک رات اور دُوسرے دن کا کچھ حصّہ چلتے رہے۔ دوسرے دن دوپہر کے قریب جب سُورج کی گرمی تیز ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ کے عرض کرنے پر آپؐ ایک بڑے پتھر کے سایہ میں آرام فرمانے کیلئے اُترے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آگے بڑھ کر آپؐ کے واسطے جگہ تیار کی اور آپؐ ذرا لیٹ کر سو گئے اور حضرت ابوبکرؓ اِدھر اُدھر نظر دَوڑا کر دیکھنے لگے کہ کوئی تعاقب کرنے والا تو نہیں آ رہا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ کو ایک چرواہا نظر آیا جس کے ساتھ چند بکریاں تھیں۔ جنہیں وہ اُسی پتھر کی طرف سایہ کی غرض سے لا رہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے دودھ کی اجازت لے کر اسکے ہاتھ اور بکری کے تھن خوب اچھی طرح صاف کروائے اور پھر اسے دُودھ دُوہنے کو کہا۔ چنانچہ اس نے ایک برتن میں دُودھ دوہا اور پھر حضرت ابوبکرؓ اُسے پانی میں ٹھنڈا کر کے آپؐ کے پاس لائے۔ اس وقت تک آپؐ نیند سے جاگ چکے تھے؛ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے سامنے دودھ کا برتن پیش کیا اور آپ نے اسے نوش فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ روایت کرتے ہیں کہ اس سے میری طبیعت خوش ہو گئی۔ اسکے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ کوچ کا وقت ہو گیا ہے'' آپؐ نے فرمایا ''ہاں چلو۔''

چنانچہ آپؐ آگے روانہ ہو گئے لیکن ابھی آپؐ تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑا دوڑائے ان کے پیچھے آ رہا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے گھبرا کر کہا ''یارسُول اللہ! کوئی شخص ہمارے تعاقب میں آ رہا ہے۔'' آپؐ نے فرمایا ''کوئی فکر نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

یہ تعاقب کرنے والا سراقہ بن مالک تھا جو اپنے تعاقب کا قصّہ خود اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکل گئے تو کفّارِ قریش نے یہ اعلان کیا کہ جو کوئی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکرؓ کو زندہ یا مُردہ پکڑ کر لائے گا اسے اس اس قدر انعام دیا جائے گا اور اس اعلان کی انہوں نے اپنے پیغام رسانوں کے ذریعہ سے ہمیں بھی اطلاع دی۔ اسکے بعد ایک دن مَیں اپنی قوم بنو مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ قریش کے ان آدمیوں میں سے ایک شخص ہمارے پاس آیا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا کہ مَیں نے ابھی ابھی ساحلِ سمندر کی سمت میں دُور سے کچھ شکلیں دیکھی ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے ساتھی ہوں گے۔ سراقہ کہتا ہے کہ مَیں فوراً سمجھ گیا کہ یہ ضرور وہی ہوں گے مگر مَیں نے اُسے ٹالنے کیلئے (اور یہ فخر خود حاصل کرنے کی غرض سے) کہا کہ یہ تو فلاں فلاں لوگ ہیں جو ابھی ہمارے سامنے سے گذرے ہیں۔ اسکے تھوڑی دیر کے بعد مَیں اس مجلس سے اُٹھا اور اپنے گھر آ کر اپنی خادمہ سے کہا کہ میرا گھوڑا تیار کر کے گھر کے پچھواڑے میں کھڑا کر دے اور پھر مَیں نے ایک نیزہ لیا اور گھر کی پشت کی طرف سے ہو کر چپکے سے نکل گیا اور گھوڑے کو تیز کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مَیں زمین پر گِر گیا، لیکن مَیں جلدی سے اُٹھا اور اپنا ترکش نکال کر مَیں نے (ملک کے دستور کے مطابق) تیروں سے فال لی۔ فال میرے منشاء کے خلاف نکلی۔ مگر (اسلام کی عداوت کا جوش اور انعام کا لالچ تھا) مَیں نے فال کی پرواہ نہ کی اور پھر سوار ہو کر تعاقب میں ہولیا اور اس دفعہ اس قدر قریب پہنچ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (جو اس وقت قرآن شریف کی تلاوت کرتے جا رہے تھے) قرأت کی آواز مجھے سنائی دیتی تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک دفعہ بھی مُنہ موڑ کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔ لیکن ابوبکرؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر کی وجہ سے) بار بار دیکھتے تھے۔ مَیں جب ذرا آگے بڑھا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس دفعہ اسکے پاؤں ریت کے اندر دھنس گئے اور مَیں پھر زمین پر آ رہا۔ میں نے اُٹھ کر گھوڑے کو جو دیکھا تو اسکے پاؤں زمین میں اس قدر دھنس چکے تھے کہ وہ انہیں زمین سے نکال نہیں سکتا تھا۔ آخر بڑی مشکل سے وہ اُٹھا اور اسکی اس کوشش سے میرے اردگرد سب غبار ہی غبار ہو گیا۔ اس وقت میں نے پھر فال لی اور پھر وہی فال نکلی۔ جس پر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو صلح کی آواز دی۔ اس آواز پر وہ ٹھہر گئے اور مَیں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اُن کے پاس پہنچا۔ اس سرگذشت کی وجہ سے جو میرے ساتھ گذری تھی مَیں نے یہ سمجھا کہ اس شخص کا ستارہ اقبال پر ہے اور یہ کہ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالب رہیں گے، چنانچہ مَیں نے صُلح کے رنگ میں ان سے کہا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کو قتل کرنے یا پکڑ لانے کیلئے اس اس قدر انعام مقرر کر رکھا ہے اور لوگ آپؐ کے متعلق یہ یہ ارادہ رکھتے ہیں اور مَیں بھی اسی ارادے سے آیا تھا مگر اب مَیں واپس جاتا ہوں۔ اسکے بعد مَیں نے انہیں کچھ زادِ راہ پیش کیا مگر انہوں نے نہیں لیا اور نہ ہی مجھ سے کوئی اور سوال کیا۔ صرف اس قدر کہا کہ ہمارے متعلق کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اسکے بعد مَیں نے (یہ یقین کرتے ہوئے کہ کسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک میں غلبہ حاصل ہو کر رہے گا) آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے ایک اَمن کی تحریر لکھ دیں۔ جس پر آپؐ نے عامر بن فہیرہ کو ارشاد فرمایا اور اُس نے مجھے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر امن کی تحریر لکھ دی۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی آگے روانہ ہو گئے۔

جب سراقہ واپس لوٹنے لگا تو آپؐ نے اُسے فرمایا ''سراقہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے؟'' سراقہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ ''کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران''؟ آپؐ نے فرمایا ''ہاں'' سراقہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کہاں عرب کے صحرا کا ایک بدوی اور کہاں کسریٰ شہنشاہِ ایران کے کنگن! مگر قدرتِ حق کا تماشا دیکھو کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کا خزانہ غنیمت میں مُسلمانوں کے ہاتھ آیا تو کسریٰ کے کنگن بھی غنیمت کے مال کے ساتھ مدینہ میں آئے۔ حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بُلایا جو فتح مکہ کے بعد مُسلمان ہو چکا تھا اور اپنے سامنے اسکے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن جو بیش قیمت جواہرات سے لدے ہوئے تھے پہنائے۔

سراقہ کے تعاقب سے رہائی ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ راستہ میں زبیر بن العوامؓ سے ملاقات ہوگئی جو شام سے تجارت کر کے مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ مکّہ کو واپس جا رہے تھے۔ زبیر نے ایک جوڑا سفید کپڑوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایک حضرت ابوبکرؓ کی نذر کیا اور کہا مَیں بھی مکّہ سے ہو کر بہت جلد آپؐ سے مدینہ میں آملوں گا اَور بھی کئی لوگ راستہ میں ملتے تھے اور چونکہ حضرت ابوبکرؓ بوجہ تجارت پیشہ ہونے کے اس راستہ سے بارہا آتے جاتے رہتے تھے اس لئے اکثر لوگ ان کو پہچانتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے تھے۔ لہٰذا وہ ابوبکرؓ سے پوچھتے تھے کہ یہ تمہارے آگے آگے کون ہے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے: هٰذَا يَهْدِيْنِيْ السَّبِيْلَ ''یہ میرا ہادی ہے۔'' وہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ کوئی دلیل یعنی گائیڈ ہے جو راستہ دکھانے کیلئے حضرت ابوبکرؓ نے ساتھ لے لیا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ کا مطلب کچھ اور ہوتا تھا۔

اختتام سفر اور تکمیل ہجرت

آٹھ روز کے سفر کے بعد راستہ میں مختلف جگہ ٹھہرتے ہوئے 12 ربیع الاوّل 14 نبوی مطابق 20 ستمبر 622ء کو آپؐ مدینہ کے پاس پہنچے۔ اہل یثرب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے روانگی کے متعلق خبر پہنچ چکی تھی، اس لیے وہ ہر روز مدینہ سے باہر آپؐ کے استقبال کیلئے آتے اور دیر دیر تک انتظار کرتے رہتے تھے، مگر جب دُھوپ تیز ہونے لگتی تھی تو مایوس ہو کر واپس لَوٹ جاتے تھے۔ اُس دن بھی وہ آپؐ کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے، مگر چونکہ دن بہت چڑھ آیا تھا اس لیے آج بھی مایوس ہو کر واپس چلے گئے تھے کہ اچانک جبکہ وہ ابھی اپنے گھروں میں پہنچے ہی تھے ایک یہودی نے جو اپنی گڑھی میں ایک بلند مقام پر کسی اپنی غرض سے کھڑا تھا دُور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو سفید لباس میں چمکتے ہوئے دیکھا اور زور سے پُکار کر کہا۔ ''اے اہل عرب! جس کا تم راہ دیکھتے ہو وہ یہ آتا ہے۔'' مخلص جماعت کے کان میں یہ آواز پہنچی اور مسلمان خوشی کے جوش میں دیوانے ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور جلدی جلدی ہتھیار سنبھال کر دوڑتے بھاگتے ہوئے شہر سے باہر نکل آئے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 239 تا 245، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(735) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماسٹر اللہ دتا صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک شخص عبدالحق صاحب بی۔اے جولدھیانہ کے ایک مولوی کا بیٹا تھا اور عیسائی ہوگیا تھا، حضور کے پاس آیا۔ اس نے دل میں کچھ سوال سوچے کہ اگر ان کے جواب میرے پوچھنے کے بغیر دے دیئے گئے تو مَیں مان لونگا۔ سو اس وقت ایسا ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجلس میں گفتگو شروع کر کے ان سوالوں کے جواب دے دیئے اور وہ شخص مسلمان ہوگیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ مرادنہیں کہ حضرت صاحب نے یہ بیان کر کے کہ انہیں یہ سوال درپیش ہیں کوئی تقریر فرمائی بلکہ مراد یہ ہے کہ حضرت صاحب نے اس موقعہ پر ایسی تقریر فرمائی جس میں ان سوالوں کا جواب خودبخود آ گیا۔ اس قسم کا تصرّف الٰہی اور بھی متعدد روایتوں سے ثابت ہے۔

(736) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب مجلس میں بیعت کے بعد یا کسی کی درخواست پر دعا فرمایا کرتے تھے تو آپ کے دونوں ہاتھ منہ کے نہایت قریب ہوتے تھے اور پیشانی و چہرہ مبارک ہاتھوں سے ڈھک جاتا تھا اور آپ آلتی پالتی مار کر دعا نہیں کیا کرتے تھے بلکہ دوزانو ہو کر دعا فرماتے تھے۔ اگر دوسری طرح بھی بیٹھے ہوں تب بھی دُعا کے وقت دوزانو ہو جایا کرتے تھے۔ یہ دعا کے وقت حضور کا ادبِ الٰہی تھا۔

(737) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے کئی دفعہ فرمایا کہ بندہ جب تنہائی میں خدا کے آگے عاجزی کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے تو اگر اس حالت میں کوئی دوسرا اس پر مطلع ہو جائے تو اس کو اس سے زیادہ شرمندگی ہوتی ہے جتنی کہ اگر کسی بدکار کو کوئی عین حالتِ بدکاری میں دیکھ لے تو اُسے ہوتی ہے۔ اُسے قتل ہو جانا اور مرجانا بہتر معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کی اس حالت پر کوئی غیر مطلع ہو جائے۔

خاکسار عرض کرتا ہے یہ بات عام عبادت اور عام دُعا کیلئے نہیں ہے بلکہ تنہائی کی خاص دعا اور خشوع خضوع کی حالت کے متعلق ہے جبکہ بندہ گویا ننگا ہو کر خدا کے سامنے گِر جاتا ہے۔

(738) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السَّلام نے فرمایا کہ ایک دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ نے پچھلی رات اپنے بستر میں نہ پایا۔ اُٹھ کر دیکھا تو آپ گھر میں موجود نہ تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید کسی اور بیوی کے گھر میں تشریف لے گئے ہونگے چنانچہ وہ دبے پاؤں تلاش کرتی ہوئی باہر نکلیں تو دیکھا کہ آپ قبرستان میں زمین پر اس طرح پڑے تھے جس طرح فرش پر کوئی چادر بچھی ہوئی ہو اور خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے۔ ''سَجَدَتْ لَكَ رُوْحِيْ وَجَنَانِيْ'' یعنی اے میرے خالق و مالک! میری رُوح اور میرا دِل تیرے حضور سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا دیکھو بھلا یہ کسی مکار کا کام ہے۔ جب تک سچّا عاشق نہ ہو تب تک ایسا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے تو کفّار آپ کے حق میں کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰى رَبِّهٖ یعنی محمد تو اپنے خدا پر عاشق ہوگیا ہے۔

(739) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ رمضان شریف میں تہجد پڑھنے کے متعلق حضور سے کسی نے سوال کیا یا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تہجد کیلئے اول وقت اٹھنا چاہئے نہ کہ عین صبح کی نماز کے ذرا قبل۔ ایسے وقت میں تو کتّے بھی بیدار ہو جاتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اول وقت سے رات کا حصہ مراد نہیں بلکہ تہجد کے وقت کا اول حصہ مراد ہے یعنی نصف شب کے جلد بعد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی یہ طریق ہوتا تھا کہ تہجد ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ لمبی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو صبح کی اذان سے قبل کسی قدر استراحت کا موقعہ مل جاتا تھا لیکن نوجوان بچے اگر تہجد کی عادت ڈالنے کیلئے صبح کی اذان سے کچھ وقت پہلے بھی اُٹھ لیا کریں تو ہرج نہیں۔

(740) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماسٹر اللہ دتا صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور احمد یہ بلڈنگس میں حضور تشریف فرما تھے کہ شرقپور بھینی سے ایک ضعیف العمر ناتواں شخص مستقیم نام حضور کی خدمت میں زیارت کیلئے آیا۔ احباب کے جُھرمٹ میں وہ حضور تک نہ پہنچ سکا اور بلند آواز سے بولا۔ حضور مَیں تو زیارت کیلئے آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ بابا جی کو آگے آنے دو۔ لیکن وہ اچھی طرح اُٹھ نہ سکا۔ اس پر حضور نے فرمایا: بابا جی کو تکلیف ہے اور پھر حضور خود اُٹھ کر اسکے پاس آ بیٹھے۔

(741) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بابا کریم بخش صاحب سیالکوٹی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ 1905،6ء کے جلسہ کا واقعہ ہے کہ مَیں مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کیلئے آیا۔ اس وقت مسجد اقصیٰ چھوٹی تھی۔ مَیں نے جوتیوں پر اپنی لوئی بچھا دی اور چودھری غلام محمد صاحب و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی بھی وہاں نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آ گئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد قریب کے مکان والے آریہ نے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ کیونکہ اسکے مکان کی چھت پر بعض اور دوست نماز پڑھ رہے تھے۔ جب وہ گالیاں دے رہا تھا حضور منبر پر تشریف لے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات اور لوگوں کے مظالم بیان کرنے شروع کئے جس پر اکثر دوست رونے لگے۔ اسی اثناء میں مَیں کسی کام کیلئے بازار میں اُترا۔ واپسی پر دیکھا کہ بھیڑ زیادہ ہے۔ اتنے میں حضور کے یہ الفاظ میرے کان میں پڑے کہ ''بیٹھ جاؤ'' جو حضور لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے۔ مَیں یہ الفاظ سُنتے ہی وہیں بازار میں بیٹھ گیا۔ اور بیٹھے بیٹھے مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا اور حضور کی تقریر سُنی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی قسم کا واقعہ حدیث میں بھی ایک صحابی عبداللہ بن رواحہ کے متعلق بیان ہوا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس قسم کی آواز سن کر گلی میں ہی بیٹھ گئے تھے۔ یہ محبت اور کمال اطاعت کی نشانی ہے اور یہ خدا کا فضل ہے کہ احمدیت میں اخلاص کا نمونہ عین صحابہ کے نقش قدم پر چلتا ہے۔

(742) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلاب لیا ہوا تھا کہ دو تین خاص مرید جن میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بھی تھے عیادت کیلئے اندر ہی گھر میں حاضر ہوئے۔ اس وقت خاکسار کو بھی حاضر ہونے کی اجازت فرمائی۔ خاکسار نیچے فرش پر بیٹھنے لگا۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا کہ آپ میرے پاس چارپائی پر بیٹھ جائیں۔ خاکسار ''اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ'' کو ملحوظ رکھ کر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ بوقت رخصت مَیں نے بیعت کیلئے عرض کی۔ فرمایا: کل کر لینا۔ مَیں نے دوبارہ عرض کیا کہ آج جانے کا ارادہ ہے۔ اس پر حضور نے چارپائی پر ہی میری بیعت لی اور دُعا فرمائی۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے مجھ کو مبارکباد دی کہ یہ خاص طور کی بیعت لی گئی ہے۔

(743) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک روز حضور علیہ السلام سیر کیلئے تشریف لے گئے تو راستہ میں فرمایا: آج رات مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ رُبَّ اَغْبَرَ اَشْعَثَ لَوْ اَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَاَ بَرَّهٗ اور فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سعد اللہ لدھیانوی کی موت کے متعلق ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ کا ذکر روایت نمبر 390 میں بھی گزر چکا ہے اور عربی الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات ایک گرد آلود شخص جس کے بال پریشانی کی وجہ سے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں خدا کی محبت پر ناز کر کے اس کی قسم کھا کر ایک بات کہتا ہے اور باوجود اسکے کہ اس بات کا پورا ہونا بظاہر مشکل ہوتا ہے خدا اس شخص کی خاطر اسے پورا کر دیتا ہے اور اس کی عزت رکھ لیتا ہے۔

(744) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ جھنگی والے پِیر اپنے ایک بھائی کا علاج کروانے کیلئے قادیان آئے اور مرزا نظام الدین صاحب کے ہاں ٹھہرنا چاہا۔ مگر جب حضور علیہ السلام کو معلوم ہوا تو حضور نے ان کے قیام وغیرہ کا بندوبست اپنے ہاں کروا لیا۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے انہیں تین دن ٹھہرایا۔ اس وجہ سے ان کو حضور علیہ السلام کے پاس آنا پڑتا تھا۔ ایک دن مسجد مبارک میں ان میں سے ایک نے سوال کیا کہ سفر کی کتنی حد ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو سفر کی کیا ضرورت پیش آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مریدوں کے پاس جانے کو دَورہ کرنا پڑتا ہے۔ اس پر فرمایا: اگر آپ بیٹھے رہیں تب بھی جو قسمت میں ہے مل جائیگا۔ دیکھو ہم کبھی اس نیت سے باہر نہیں گئے۔ یہاں ہی اللہ تعالیٰ سب کچھ بھیج دیتا ہے۔ اگر آپ بھی سفر نہ کریں تو دونوں کسریں (نماز اور رزق) جاتی رہیں۔

(745) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن مولوی محمد علی صاحب یا کسی اور شخص نے ملّاں محمد بخش ساکن لاہور عرف جعفر زٹلی کا ایک کارڈ پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ آریوں نے مسلمانوں کو بھی اپنے جلسہ میں مدعو کیا ہے۔ آپ حضرت مرزا صاحب کو میرا اسلام کہہ دیں اور عرض کر دیویں کہ اسلام کی عزت رکھی جائے اور حضرت صاحب اس موقعہ پر ایک مضمون لکھیں اس پر حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ لوگ بڑے بے حیا ہیں۔ ایک طرف تو ہم کو کافر کہتے ہیں اور دوسری طرف ہم کو سلام کہتے ہیں اور اسلام کی اعانت کے واسطے دعوت دیتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جعفر زٹلی ایک بڑا ہی بدگو معاند تھا لیکن جب آریوں کے مقابلہ پر اپنی بے بضاعتی دیکھی اور اپنے گروہ میں کسی کو اس کا اہل نہ پایا تو ناچار حضرت صاحب کی طرف رجوع کیا کیونکہ ان لوگوں کا دل محسوس کرتا تھا کہ اگر باطل کا سر کچلنے کی کسی میں طاقت ہے تو وہ صرف حضرت صاحب ہیں۔

(746) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ خاکسار کو اکثر موقعہ ملتا رہا ہے کہ آنحضرت کے پاؤں یا بدن دبائے یا کھانے کے واسطے ہاتھ دُھلائے۔ میاں شادی خان صاحب (حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے خسر) آپ کے خادم ہوتے تھے اور وہ آپ کے واسطے کھانا لایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب جب روٹی کھاتے تھے تو ساتھ ساتھ روٹی کے ریزے بناتے جاتے تھے اور فراغت پر ایک خاصی مقدار ریزوں کی آپ کے سامنے سے اُٹھا کرتی تھی جو پرندوں وغیرہ کو ڈالدی جاتی۔ آپ کے کھانے میں لنگر کا شوربہ مع ترکاری ہوتا تھا۔ اکثر اوقات دہی اور آم کا اچار بھی ہوتا تھا۔ ان ایام میں آپ زیادہ تر دہی اور اچار کھایا کرتے تھے۔ خاکسار اور مولوی عبداللہ جان صاحب پشاوری اکثر آپ کا پس خوردہ کھا لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ عبداللہ جان صاحب جن کا اس جگہ ذکر ہے وہ میرے نسبتی برادر یعنی میری بیوی کے حقیقی بھائی ہیں۔

(747) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے متعدد مرتبہ دیکھا کہ حضرت اقدس جب بیعت لیتے۔ تو حضور جب یہ الفاظ فرماتے، کہ اَے میرے رب! مَیں نے اپنی جان پر ظلم کئے اور مَیں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تُو میرے گناہوں کو بخش دے۔ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں، تو تمام آدمی رونے لگ جاتے تھے اور آنسو جاری ہو جاتے تھے کیونکہ حضرت صاحب کی آواز میں اس قدر گداز ہوتا تھا کہ انسان ضرور رونے لگ جاتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یہ الفاظ یوں یاد ہیں کہ اے میرے رب! مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور مَیں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تُو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔

(748) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب نے چھوٹی مسجد میں جُمعہ پڑھایا۔ حضرت صاحب بھی وہیں جمعہ میں موجود تھے۔ مولوی صاحب نے درود شریف پڑھکر خطبہ پڑھا اور اس میں انہوں نے اس درود سے یہ استدلال کیا کہ حضرت ابراہیم جو ابوالانبیاء ہیں ان پر تمام انبیاء اور ان کی امتیں اسی طرح صلوٰۃ اور برکت کی دعائیں پڑھتی ہیں اور اسی دُعا اور برکت کا یہ اثر ہے کہ آج ہم میں بھی ایک نبی پیدا ہوا جو ہم میں اس وقت موجود ہے۔ وہ خطبہ بہت ہی لطیف تھا۔ مَیں غور سے ٹکٹکی باندھ کر حضرت اقدس کے چہرہ کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس خطبہ کا حضرت صاحب پر کیا اثر ہوتا ہے۔ لیکن حضور علیہ السلام پر اس خطبہ کا کوئی خاص اثر مَیں نے محسوس نہ کیا۔ اس دن نماز مغرب کے بعد بھی حضور کافی عرصہ تک مسجد میں بیٹھے رہے۔ مگر حضرت صاحب نے اس خطبہ کے متعلق کچھ ذکر نہ کیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کو ایک نیا مضمون ملا ہے۔ اب حضرت صاحب اس پر کوئی الگ مضمون تحریر فرمائیں گے مگر حضرت صاحب نے اپنی کسی کتاب میں اس مضمون کا ذکر تک نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس اِدھر اُدھر کی باتیں اڑا لینے والے نہ تھے بلکہ وہی کہتے تھے جو خدا آپ کو بتلاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

❁ اسلام نے اپنے متبعین کو اپنے اور پرائے ہر ایک کے معاملے میں پوری طرح چھان بین کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور یقین کے مقابلہ پر صرف گمان کرنے کو پسند نہیں فرمایا

❁ اپنے دینی ریسرچ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کو مقدم رکھیں اور بار بار ان کا مطالعہ کریں، اسکے بعد خلفائے احمدیت کی کتب کا مطالعہ کریں

❁ اسلامی تعلیم کی رو سے لڑکی کے نکاح کیلئے لڑکی کی رضامندی سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور کوئی نکاح اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہوسکتا

❁ اسلام نے لڑکی کے نکاح کیلئے لڑکی کی مرضی کے علاوہ اس کے ولی جو اس کا بہت ہی قریبی رشتہ دار یعنی اس کا باپ یا بھائی وغیرہ ہوتا ہے، کی مرضی کو بھی ضروری قرار دیا ہے

❁ اگر کسی لڑکی کو شکایت پیدا ہو کہ اسکا ولی اسکی مرضی کے خلاف اس کا رشتہ کرنا چاہتا ہے تو آنحضورﷺ کی سنت کے عین مطابق خلیفۃ المسیح روحانی باپ ہونے کی حیثیت سے اس عورت کے اس جسمانی ولی کی ولایت کو منسوخ کر کے اپنی نمائندگی میں اس عورت کو وکیل مقرر کر کے اس عورت کی مرضی کے مطابق اس کا نکاح کروانے کا حق رکھتا ہے

❁ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ معاشرہ کی برائیوں سے جہاں خود کو بچائے وہاں اسلامی اقدار کا بہترین نمونہ باقی لوگوں کے سامنے پیش کر کے انہیں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچائے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:39)

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں لکھا کہ انہیں Feminist خیالات آتے ہیں جو اسلام کی تعلیم سے متضاد ہیں۔ نیز انہوں نے پوچھا ہے کہ عورت نکاح میں اپنا مہر خود کیوں مقرر نہیں کر سکتی۔ اسکی خاموشی اسکی رضامندی کیوں سمجھی جاتی ہے۔ عورت میں شرم اور خاموشی اتنی پسند کیوں کی جاتی ہے، جبکہ ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں عورتوں کے حقوق کی بات ہوتی ہے۔ نیز نکاح کے وقت اگر عورت خود موجود ہی نہیں تو اس کی مرضی کے بارے میں اس کا ولی غلط بیانی بھی تو کر سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 18 رجون 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: کسی چیز کے بارے میں خیالات کا آنا یا کسی چیز کے بارے میں اعتراض پیدا ہونا عموماً عدم علم یا اس چیز کے بارے میں پوری طرح معلومات نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور اعتراض کرنے والا انسان بعض اوقات صرف سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے اعتراض کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اس چیز کے بارے میں پوری طرح تحقیق کر لیا کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء:95) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کر رہے ہو تو اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو اور جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں ہے۔ تم دنیاوی زندگی کے اموال چاہتے ہو تو اللہ کے پاس غنیمت کے کثیر سامان ہیں۔ اس سے پہلے تم اسی طرح ہوا کرتے تھے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا۔ پس خوب چھان بین کر لیا کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو بہت باخبر ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ (الحجرات: 7) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو (اسکی) چھان بین کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑے۔

پس اسلام نے اپنے متبعین کو اپنے اور پرائے ہر ایک کے معاملے میں پوری طرح چھان بین کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور یقین کے مقابلہ پر صرف گمان کرنے کو پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا (یونس: 37) یقیناً ظن حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔ اس کے ساتھ قرآن کریم نے متعدد جگہوں پر اس مضمون کو بھی مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسولوں کے منکرین کی مذہب کے معاملات میں کبھی کسی یقین پر بنیاد نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف ظنی اور خیالی باتیں کرتے ہیں۔ اس لیے قرآن کریم نے مومنوں کو ظن سے بچنے کی تلقین فرمائی اور بعض قسم کے ظن کو گناہ بھی قرار دیا۔ جیسا کہ فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:13) کہ اے مومنو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ کو ایسے خیالات آتے ہیں جو اسلام کی تعلیم سے متضاد ہیں۔ نیز آپ نے لکھا ہے کہ آپ اسلام کے احکامات کے بارے میں ریسرچ کر رہی ہیں۔ ریسرچ کرنا بہت اچھی عادت ہے لیکن اس ضمن میں یہ بات مدنظر رکھنی بھی ضروری ہے کہ آپ کی ریسرچ کی بنیاد کن چیزوں پر ہے۔ قرآن کریم، سنت نبوی علیہ السلام اور احادیث کو سمجھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو حکم و عدل بنا کر دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے اسکا یہی مقصد ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم جو زمین سے اٹھ کر ثریا پر جا چکی تھی، اسے آپ نے واپس لا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس لیے اپنی ریسرچ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کو مقدم رکھیں اور بار بار ان کا مطالعہ کریں۔ اسکے بعد خلفائے احمدیت کی کتب جن کی بنیاد بھی دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی عطا فرمودہ علم الکلام پر ہے ان کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ آپ کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے۔

باقی جہاں تک آپ کے سوالات کا تعلق ہے تو یہ بھی غلط فہمی اور اسلام کی تعلیمات سے پوری طرح واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اسلامی تعلیم کی رو سے لڑکی کے نکاح کیلئے لڑکی کی رضامندی سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور کوئی نکاح اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ اور یہ کہنا کہ اس کی خاموشی کو اس کی رضامندی سمجھا جاتا ہے، یہ بھی غلط بات ہے۔ نکاح کیلئے لڑکی سے نہ صرف اسکی باقاعدہ مرضی پوچھی جاتی ہے بلکہ نکاح فارم پر لڑکی کے دستخط ہوتے ہیں اور اسکے دستخطوں کے ساتھ دو گواہوں کی اس بات پر گواہی ہونی ضروری ہے کہ اس لڑکی نے ان دو گواہوں کے سامنے اپنی مرضی سے اس نکاح فارم پر دستخط کیے ہیں۔ خاموشی کو رضامندی سمجھنا یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے، بلکہ علاقائی اور روایتی رسم و رواج ہیں۔ ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ اسلام نے لڑکی کے نکاح کیلئے لڑکی کی مرضی کے علاوہ اسکے ولی جو اس کا بہت ہی قریبی رشتہ دار یعنی اس کا باپ یا بھائی وغیرہ ہوتا ہے، کی مرضی کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اس حکم میں ایک بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ چونکہ لڑکی بیاہ کر ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں جا رہی ہوتی ہے۔ اس لیے اسکے نکاح میں اسکے ساتھ ولی کی شرط کو رکھ کر دوسرے خاندان پر واضح کیا گیا ہے کہ عورت، جسے معاشرہ میں عموماً مردوں کی نسبت کمزور سمجھا جاتا ہے، اگر اس پر کسی قسم کا ظلم ہوا تو اسکے اپنے خاندان کے لوگ اسکے ساتھ ہیں جو تم لوگوں سے اس بارے میں باز پُرس کر سکتے ہیں۔ لیکن ولی کی اس شرط میں بھی عورت کی مرضی کو اس طرح مقدم رکھا گیا کہ اگرچہ ولی عورت کا کوئی بہت قریبی رشتہ دار ہی ہوتا ہے جس کے متعلق یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس عورت کی یقیناً بھلائی ہی پیش نظر رکھے گا۔ اسکے باوجود اگر کسی لڑکی کو شکایت پیدا ہو کہ اس کا یہ ولی اسکی مرضی کے خلاف اس کا رشتہ کرنا چاہتا ہے تو آنحضورﷺ کی سنت کے عین مطابق خلیفۃ المسیح روحانی باپ ہونے کی حیثیت سے اس عورت کے اس جسمانی ولی کی ولایت کو منسوخ کر کے اپنی نمائندگی میں اس عورت کا وکیل مقرر کر کے اس عورت کی مرضی کے مطابق اسکا نکاح کروانے کا حق رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اسی پر عمل ہوتا ہے اور متعدد احمدی بچیوں نے خلیفۃ المسیح کے توسط سے اپنے اس حق کو حاصل کیا ہے۔ ایجاب و قبول کی مجلس چونکہ مردوں کی مجلس ہوتی ہے اور اسلام نے بہت سی حکمتوں کے پیش نظر غیر محرم مردوں اور عورتوں کے برملا ملنے جلنے کو پسند نہیں کیا لہٰذا اسلام نے عورت کے وقار اور عزت کو مدنظر رکھتے ہوئے خود عورت کی بجائے اسکے ولی کو اس میں ایجاب و قبول کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ لیکن اس سے پہلے نکاح کے تمام تر معاملات طے کرنے میں عورت کی مرضی اور رضامندی کو پوری طرح مقدم رکھا ہے۔ چنانچہ آنحضورﷺ کے عہد مبارک میں حضورﷺ نے جب ایک صحابی کو رشتہ طے کرنے سے پہلے لڑکی کو ایک نظر دیکھنے کا ارشاد فرمایا، اور لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی غیر مرد کو دکھانے سے انکار کیا تو لڑکی حضورﷺ کا ارشاد سن کر دروازہ سے باہر آ گئی اور اس نے اس صحابی سے کہا کہ اگر حضورﷺ کا ارشاد ہے تو تم مجھے دیکھ سکتے ہو۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا) پس اسلام نے دیگر احکامات کی طرح نکاح اور شادی کے معاملات میں بھی جائز حدود میں رہتے ہوئے عورت کو پورا پورا اختیار دیا ہے۔ ہاں مذہب بعض امور میں جہاں عورتوں پر کچھ پابندیاں لگاتا ہے وہاں اس نے مردوں پر بھی کچھ پابندیاں لگائی ہیں۔ لیکن چونکہ شیطان ہر دور اور ہر زمانے میں انسان کو بہکانے کیلئے طرح طرح کے راستے تلاش کرتا رہتا ہے اور یہ زمانہ جس میں دجالی قوتیں جو شیطان ہی کی نمائندہ ہیں پوری شدت کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکانے کیلئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں، وہ مختلف طریقوں سے لوگوں اور خصوصاً نوجوان نسل کے ذہنوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کر کے انہیں مذہب سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ لہٰذا ہر احمدی مرد و عورت کا فرض ہے کہ وہ اس معاشرہ میں رہتے ہوئے معاشرہ کی برائیوں سے جہاں خود کو بچائے وہاں اسلامی اقدار کا بہترین نمونہ باقی لوگوں کے سامنے پیش کر کے انہیں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچائے اور معاشرہ میں اسلامی تعلیمات کو رائج کرنے کی بھرپور کوشش کرے، نہ یہ کہ اندھا دھند ان معاشرتی برائیوں کا اسیر ہو کر اسلامی تعلیمات کو بھلا دے۔ پس اب آپ نے خود یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ کے حکموں کو مانتے ہوئے مذہب کے راستہ پر چل کر جو بہرحال کچھ مشکلات والا راستہ ہے، اپنی دنیا اور آخرت کو حسین بنانا ہے یا شیطان اور ان دجالی قوتوں کی ملمع شدہ باتوں اور ان کے بظاہر چکاچوند کر دینے والے پُرکشش راستوں پر چل کر اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ کرنے کے سامان کرنے ہیں۔

سوال: محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ جرمنی نے ایک احمدی کے ایک غیر از جماعت خاتون کے ساتھ اپنا نکاح خود پڑھنے اور بعد ازاں اس عورت کو طلاق دینے اور پھر اس عورت کے بیعت کرنے کے معاملات تحریر کر کے

اس نکاح کی شرعی حیثیت کی بابت محترم مفتی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا۔ یہ معاملہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش ہونے پر حضور انور نے محترم امیر صاحب جرمنی کو اپنے مکتوب مورخہ 25 جولائی 2022ء میں درج ذیل اصولی ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اس شخص نے یہ نکاح اگر لڑکی اور اس کے ولی کی رضامندی کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں پڑھا ہے، اور جماعتی نظام کے تحت اس نکاح کیلئے انہوں نے فارم بھی پُر کر کے اس نکاح کو رجسٹر کروایا ہے اور جس جماعت میں یہ صاحب مقیم ہیں، اس حلقہ میں ان کے نکاح کا لوگوں کو علم ہوا ہے تو پھر یہ نکاح جائز اور درست ہے۔ لیکن اگر اس نکاح میں مذکورہ بالا امور کا خیال نہیں رکھا گیا اور چھپ چھپا کر نکاح پڑھ لیا گیا ہے اور نکاح کے بعد بھی اسکی اس طرح تشہیر نہیں ہوئی کہ فریقین کے حلقہ احباب کو اس کا علم ہوا ہو تو یہ خفیہ نکاح کے زمرہ میں آئے گا۔ لہٰذا اس بارے میں ان صاحب کو جو تعزیری سزا ہوئی ہے وہ بالکل درست ہے۔

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے نماز تسبیح پڑھنے کے طریق کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ اس نماز میں پڑھی جانے والی تسبیحات چار رکعات میں تین سو کی تعداد میں کس طرح مکمل ہو سکتی ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 25؍جولائی 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا:

جواب: نماز تسبیح کے بارے میں مروی احادیث سے یہ بات قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے خود اس نماز کو کبھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی خلفائے راشدین سے اس نماز کے پڑھنے کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے مبعوث ہونے والے حضور ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اس نماز کے پڑھنے کی کوئی روایت ہمیں نہیں ملتی۔

البتہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے کچھ صحابہؓ کو یہ نماز سکھائی اور اسکے پڑھنے کی انہیں تلقین فرمائی۔ اسی لیے علمائے سلف میں نماز تسبیح کے متعلق مروی احادیث کے بارے میں دونوں قسم کی آراء موجود ہیں، کچھ نے ان احادیث کو قابل قبول قرار دیا ہے اور کچھ نے ان احادیث کی اسناد پر جرح کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح ائمہ اربعہ میں بھی اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اس نماز کو مستحب کا درجہ بھی نہیں دیتے جبکہ دیگر فقہاء اسے مستحب قرار دیتے ہیں اور اسکی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔

میرے نزدیک اس نماز کا پڑھنا ضروری نہیں لیکن اگر کوئی شخص اپنے طور پر یہ نماز پڑھے تو پھر ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھنا چاہیے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیان فرمایا ہے کہ ایک شخص ایسے وقت میں نماز ادا کر رہا تھا جس وقت میں نماز جائز نہیں۔ اس کی شکایت حضرت علیؓ کے پاس ہوئی تو آپ نے اسے جواب دیا کہ میں اس آیت کا مصداق نہیں بننا چاہتا أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ (سورۃ العلق:8) یعنی تو نے دیکھا اسکو جو ایک نماز پڑھتے بندے کو منع کرتا ہے۔ (البدر نمبر 15، جلد 2، مورخہ یکم مئی 1903ء صفحہ 114) (مصنف عبدالرزاق کتاب صلاۃ العیدین باب الصلاۃ قبل خروج الامام وبعد، الجزء 3 حدیث نمبر 5626) پس اگر کوئی یہ نماز اکیلا پڑھنا چاہے تو ہم اسے روکتے نہیں ہیں۔ لیکن اس نماز کو باجماعت ادا کرنا بدعت ہے اور منع ہے۔ جہاں تک اس نماز کے پڑھنے کا طریق ہے تو سنن ابی داؤد میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ آپ چار رکعات نماز اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور قرآن کریم کی قراءت سے فارغ ہو کر 15 مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ پڑھیں۔ پھر رکوع میں 10 مرتبہ۔ پھر رکوع سے اٹھ کر 10 مرتبہ۔ پھر سجدہ میں 10 مرتبہ۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیانی قعدہ میں 10 مرتبہ۔ پھر دوسرے سجدہ میں 10 مرتبہ اور پھر دوسرے سجدہ سے اٹھ کر 10 مرتبہ یہ تسبیحات پڑھیں۔ اس طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ یہ تسبیحات ہوں گی اور اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو روزانہ ایک مرتبہ یا ہر جمعہ کو ایک مرتبہ یا ہر مہینہ میں ایک مرتبہ یا ہر سال میں ایک مرتبہ یا اپنی پوری عمر میں ایک مرتبہ یہ نماز پڑھیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب صلاۃ التسبیح)

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سرکاری اور غیر سرکاری بینکوں سے ملنے والے منافع کی بابت دریافت کیا کہ کیا یہ سود کے زمرہ میں آتا ہے یا نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 23 اگست 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا:

جواب: بینک یا کسی مالیاتی ادارہ میں اس شرط کے ساتھ رقم جمع کروانا کہ مجھے اس پر پہلے سے طے شدہ معین شرح کے ساتھ صرف منافع ملے، یہ صورت ناجائز ہے، کیونکہ یہ زائد رقم سود کے زمرہ میں آتی ہے لیکن اگر بینک یا مالیاتی ادارہ میں نفع و نقصان میں شراکت کی شرط کے ساتھ رقم جمع کروائی جائے جیسا کہ ہمارے پاکستان میں PLS یعنی Profit and loss sharing اکاؤنٹس ہوتے ہیں، ایسے اکاؤنٹ سے ملنے والی زائد رقم سود میں شامل نہیں اور انسان اسے اپنے ذاتی مصرف میں لاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں حکومتی بینک یا حکومتی مالیاتی ادارے چونکہ اپنے سرمایہ کو ملک بھر کیلئے رفاہی کاموں میں لگاتے ہیں اور ان رفاہی کاموں سے نہ صرف اس بینک یا مالیاتی ادارہ میں رقم جمع کروانے والا فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ اس ملک کے دوسرے عوام و خواص بھی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ ان حکومتی بینکوں اور مالیاتی اداروں کی سرمایہ کاری سے ملکی معیشت میں ترقی ہوتی اور روزگار کے زیادہ مواقع پیدا ہوتے ہیں جو حکومت کی آمدنی میں اضافہ کا باعث ہوتے ہیں، ایسی صورت میں یہ حکومتی بینک یا حکومتی مالیاتی ادارے جب اپنے پاس رقم جمع کروانے والے عوام و خواص کو اپنے منافع میں شریک کرتے ہیں اور اپنے منافع میں سے کچھ معین حصہ اپنے اکاؤنٹ ہولڈرز کو بھی دیتے ہیں تو یہ جائز ہے اور یہ زائد ملنے والا منافع سود کے زمرہ میں نہیں آتا اور انسان اسے اپنے ذاتی مصرف میں لاسکتا ہے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26؍اگست 2022)

زیادہ سے زیادہ واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’مَیں نے جامعہ احمدیہ کی convocation میں بھی کہا تھا کہ جماعت کو مربیان اور مبلغین کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہت بڑھ رہی ہے بلکہ بڑھ گئی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ واقفین نَو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے۔ والدین بچپن سے ہی لڑکوں کو اس طرف توجہ دلائیں اور ان کی تربیت کریں۔ ایسی تربیت کریں کہ ان کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہو……پس واقفین نَو بچوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ جامعات میں داخل ہوں اور جیسا کہ میں نے کہا اس کیلئے ان کے والدین کو تیار کرنا چاہئے۔ ہمارے جامعات میں جتنی بھی گنجائش ہے کم از کم وہ پوری ہونی چاہئے۔ تبھی ہم اس وقت جو مبلغین کی اور مربیان کی ضرورت ہے اسے پورا کر سکتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍مارچ 2017ء)

(انچارج شعبہ وقف نو بھارت)

127واں جلسہ سالانہ قادیان 23، 24 اور 25؍دسمبر 2022ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 127ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 23، 24 اور 25؍دسمبر 2022ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سالانہ اجتماعات 2022ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کیلئے مورخہ 21، 22، 23؍اکتوبر 2022ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18
Mob: 9647960851 9082768330
طالب دعا : جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیربھوم-بنگال)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AICCE-0289/Raj.

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

اپنی پڑھائی پر توجہ دو، دعاؤں کی طرف زور دو، اللہ سے تعلق بڑھاؤ، پانچ نمازیں وقت پہ ادا کرو

ایک احمدی کی محنت کے ساتھ دعا ہوگی تب اس کو اچھی کامیابی ملے گی

پڑھائی کے علاوہ ویک اینڈز ہیں اور جو extra ٹائم ہے وہ جماعت کیلئے دو، پہلی ترجیح پڑھائی کو دو لیکن ساتھ ساتھ جو بھی سپیئر ٹائم ہے اس میں جماعت کی خدمت کرو

روزانہ پانچ وقت کی نمازیں ادا کریں خاص طور پر سجدوں میں دعا کریں اس سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے

جو اس لیول کے نہیں ہیں کہ ریسرچ میں جا سکیں تو ان کی دوسری ترجیح ٹیچنگ ہونی چاہئے، پہلی ترجیح ریسرچ اور دوسری ترجیح ٹیچنگ

جتنے احمدی ٹیچرز اسکولوں میں جائیں گے اتنی زیادہ وہاں کے بچوں کی مورل ٹریننگ بھی ہو سکے گی،

چاہے وہ کرسچن بچے ہیں یا بدھسٹ ہیں یا ایتھسٹ ہیں یا احمدی بچے ہیں، اس لئے ٹیچنگ بڑا اچھا پروفیشن ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھنے والے واقفین نو برطانیہ کی آن لائن ملاقات

مورخہ 28 فروری 2021ء کو واقفینِ نو برطانیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائن ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔

حضور انور نے اس ملاقات کی صدارت اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے فرمائی جبکہ برطانیہ میں یونیورسٹی میں پڑھنے والے طلباء واقفین نو نے بیت الفتوح سے آن لائن شرکت کی۔

50 منٹ پر محیط ملاقات کے دوران، ممبران واقفین نو کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ مختلف مسائل کی بابت براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے سوالات پوچھ سکیں جن میں آئندہ پیشہ کے انتخاب کے متعلق راہنمائی، وقف زندگی کی اہمیت اور فرائض اور دورِ حاضر میں نوجوانوں کو پیش آنے والی مشکلات کا حل شامل تھا۔

☆حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ ایک واقفِ نو طالب علم کس طرح محنت کرے کہ وہ انسانیت کی خدمت کیلئے بہترین ڈاکٹر بن سکے اور وقف نو کا عہد بھی پورا کرے۔؟

اسکے جواب میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دیکھو میڈیکل سٹوڈنٹ کو تو ویسے ہی پڑھنا چاہیے، چاہے وہ وقف نو ہو یا نہ۔ نہیں پڑھو گے تو ڈگری نہیں ملے گی۔ اس لیے چاہے میڈیکل سٹوڈنٹ ہے اور کوئی بھی فیلڈ ہے، اپنی پڑھائی پہ توجہ دو اور دوسرے یہ کہ دعاؤں کی طرف زور دو۔ اللہ سے تعلق بڑھاؤ۔ اپنی پانچ نمازیں جو ہیں وہ پورے وقت پہ ادا کرو۔ ایک atheist جو ہے وہ اگر پڑھائی کرلے گا، محنت کرلے گا، اللہ تعالیٰ کو نہیں بھی مانتا تو اسے فرق نہیں پڑتا اس کو اس پڑھائی کی محنت کا reward اللہ تعالیٰ دے دے گا لیکن ایک مسلمان، ایک احمدی یہ بھی claim کرتا ہے کہ میں اسلام پہ بھی یقین کرتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ پہ بھی یقین کرتا ہوں اور اس بات پہ یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مدد کرتا ہے تو پھر اس کو پڑھائی کے ساتھ اس کو prove کرنا پڑے گا، ثابت کرنا پڑے گا کہ میرا اللہ سے بھی تعلق ہے۔ اس لیے ایک احمدی کی محنت کے ساتھ دعا ہوگی تب اس کو اچھی کامیابی ملے گی۔ یہ نہ سمجھو کہ atheist کو کامیابی مل گئی تو مجھے بھی ملنی چاہیے۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ یہ بڑا باریک سا فرق ہے جس کا آپ کو خاص خیال رکھنا پڑے گا اور جب اسے مدِ نظر رکھو گے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی پیدا کرو گے اور پڑھائی کی طرف توجہ دو گے تو پھر اپنے جو ٹارگٹس ہیں ان کو حاصل کرسکو گے۔

☆حضور انور سے سوال ہوا کہ جو وقف نو ہیں جن کے پاس جماعتی ذمہ داری ہے وہ ساتھ میں پڑھ بھی رہے ہیں تو ان کو کس طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اگر وہ پڑھ رہے ہیں یونیورسٹی میں تو وہ دیکھیں کہ وہ پڑھائی کے ساتھ اپنی جو ذمہ داری ہے اسکے ساتھ انصاف کر سکتے ہیں کہ نہیں کر سکتے۔ اگر اپنی ذمہ داری سے انصاف سے کام نہیں لے سکتے خاص طور پہ جب امتحانوں کے دن ہوتے ہیں ان دنوں میں جو ذمہ دار ہیں ان کو صاف صاف بتا دو کہ میرے آج کل امتحان ہو رہے ہیں اس لیے میں اپنا وقت پورا نہیں دے سکتا تو اس وقت پڑھائی پر توجہ دو۔ جب پڑھائی مکمل ہو جائے یا پڑھائی کے علاوہ جو weekends ہیں اور جو extra ٹائم ہے وہ جماعت کیلئے دو اور دینے بھی چاہئیں۔ ضائع نہیں کرنا چاہئے اِدھر اُدھر۔ لیکن یہ بہانہ بنا کے کہ جی میں جماعت کا کام کر رہا ہوں اور پڑھائی کو ضائع کر دوں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ پہلی ترجیح پڑھائی کو دو لیکن ساتھ ساتھ جو بھی spare ٹائم ہے وہ جماعت کی خدمت کرو۔

☆حضور پُرنور سے ایک سوال ہوا کہ واقفین نو ڈاکٹرز کو کس فیلڈ میں specialization کرنی چاہئے تاکہ جماعت احمدیہ مسلمہ کی بہتر رنگ میں خدمت کر سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمیں ہر فیلڈ کے specialists چاہئیں۔ اگر آپ افریقہ جا رہے ہیں تو وہاں ہمیں جنرل سرجن چاہئیں۔ اگر ہم آپ کو پاکستان بھجوائیں تو ہمیں دل کے ڈاکٹرز چاہئیں، interventionists بھی اور simple cardiologists بھی۔ اس لیے ہر واقفِ نو جو ڈاکٹر بن رہا ہے، جب وہ اپنی ڈگری مکمل کرلے تو اس کو ہمیں لکھنا چاہیے اور راہنمائی طلب کرنی چاہئے کہ وہ کس فیلڈ میں specialization کرے۔ اس کا کوئی عمومی قاعدہ نہیں ہے۔ ہم سب واقفین نو کو نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی معین فیلڈ میں جائیں یا نہ جائیں۔ اس کا انحصار ہر کسی کے انفرادی شوق اور ضرورت پر ہے۔ میں سب کی اسی طرح راہنمائی کرتا ہوں۔

☆حضور انور سے سوال ہوا کہ ایسے دوست جو کووِڈ 19 کی وجہ سے مشکلات میں مبتلا ہیں، نوکریاں ختم ہونے کی وجہ سے وہ کون سی دعائیں کریں یا وظیفہ پڑھیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ روزانہ پانچ وقت کی نمازیں ادا کریں خاص طور پر سجدوں میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسانی پیدا فرمائے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ سب سے بڑا وظیفہ پانچ وقت کی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم ایک معین نماز پڑھو گے تو تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہیں پانچ وقت نماز پڑھنی چاہیے اور فرض نمازیں ادا کرو اور ان کے دوران دعائیں کرو اور وہ ان کو قبول کرے گا۔

☆ایک واقف نو طالب علم نے سوال کیا کہ واقفین نو ایسی کون سی قربانیاں کریں کہ وہ اللہ کے ہاں قابل قبول ہوں؟

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ دیکھو واقفِ نو کی قربانیاں اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کوئی بھی نیک کام جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے وہ اللہ قبول کرتا ہے۔ جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے اسے اللہ ضرور قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں روٹی کا لقمہ میرا پیار حاصل کرنے کی خاطر ڈال رہے ہو تو وہ بھی تمہاری قربانی تصور ہوگی اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت تو یہاں تک وسیع ہے کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں کھانا ڈال رہے ہو لیکن اس نیت سے ڈال رہے ہو کہ تم اللہ کی خاطر قربانی کرتے ہوئے اس کا پیار حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کہے گا لو میں تماری قربانی قبول کرتا ہوں۔ تو یہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی تعریف بیان کر دی ہے۔ اس سے اور زیادہ کیا چاہئے تمہیں۔ کوئی بھی کام جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کیلئے کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور وہ بطور قربانی شمار ہوتا ہے۔

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ حاضرین کلاس میں سے کتنے ایسے ہیں جو انجینئر بن رہے ہیں اور اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اپنا وقت جماعت کیلئے وقف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اپنی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد انہیں اپنی فیلڈ میں تجربہ حاصل کرنا چاہیے اور انہیں IAAAE کے تحت افریقہ بھجوایا جا سکتا ہے جو دنیا کے غیر ترقی یافتہ علاقوں میں خدمات فراہم کرتی ہے جن میں پانی، بجلی اور دیگر ضروریات زندگی شامل ہیں۔

حضور انور نے اظہار فرمایا کہ Covid-19 کے باعث لگنے والے لاک ڈاؤن کی وجہ سے ایک لمبے عرصے سے میں آپ سے ملاقات نہیں کر سکا اور یہ کہ اب وہ بڑے بڑے ہو گئے ہیں اور ان کی شکل وصورت بدل گئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سارے بڑے ہو گئے ہو، بڑی خوبصورت قسم کی داڑھیاں بھی رکھ لی ہیں اور بڑے بڑے بھی ہو گئے ہو اس لیے شاید میں پہچان نہیں سک رہا اور بڑی دیر بھی ہوگئی ہے باقاعدہ کلاس لیے، ڈیڑھ سال سے تو کووڈ 19 نے مصیبت ڈالی ہوئی ہے ساروں کو۔ تم لوگوں سے مل بھی نہیں سکا۔ آج تم لوگوں کی شکلیں دیکھ رہا ہوں تو بڑی بڑی شکلیں بھی ہوگئی ہیں پتہ نہیں شاید کچھ لوگ شادی شدہ بھی ہو گئے ہوں گے۔ بہرحال اچھی شکلیں ہیں ماشاء اللہ، لیکن مجھے شکلیں یاد نہیں آ رہیں۔ بچپن کی شکلیں یاد آجائیں گی شاید کبھی تصویریں دیکھوں تو۔

☆ایک واقف نو نے حضور انور سے سوال پوچھا کہ جو (واقفین) سائنس کی فیلڈ میں پڑھائی کر رہے ہیں جیسے فزکس، بیالوجی اور کیمسٹری انہیں ریسرچ پر زیادہ توجہ دینی چاہیے یا ٹیچنگ کیریئر کو اپنانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں تو ہر فیلڈ میں لوگ چاہئیں۔ ریسرچ میں بھی احمدی سکالرز جانے چاہئیں، فزکس والے جو ہیں خاص طور پہ اور بیالوجی پڑھنے والے بائیومیڈیکل سائنسز کریں گے اسکے بعد ریسرچ میں چلے جائیں۔ اگر بیالوجی اور کیمسٹری پڑھنے والے کو میڈیسن میں داخلہ نہیں ملتا تو پھر بائیومیڈیکل سائنسز میں چلے جائیں۔ کیمسٹری والا بھی ریسرچ میں جائے اور اسکے ساتھ ساتھ ہر شخص ریسرچ میں تو نہیں جا سکتا۔ ہر ایک کا اپنا calibre ہے اپنا talent ہے، جو اس لیول کے نہیں ہیں کہ ریسرچ میں جا سکیں تو ان کی دوسری ترجیح ٹیچنگ ہونی چاہئے۔ پہلی ترجیح ریسرچ اور دوسری ترجیح ٹیچنگ۔ لیکن واقفینِ نو میں سے ہمیں ہر مضمون میں ٹیچر بھی چاہئیں لیکن ایک percentage چاہئے تاکہ اپنے اسکولوں میں لے سکیں۔ باقی یہاں کے اسکولوں میں پڑھانے کیلئے ٹیچرز بھی تو چاہئیں۔ یہاں کے اسکولوں میں اچھے ٹیچر ہوں گے تو کم از کم ان کے طلباء کے morals تو اچھے ہو سکیں گے۔ یہ بھی تو دیکھنا ہوگا ناں کہ جتنے احمدی ٹیچرز اسکولوں میں جائیں گے اتنی زیادہ وہاں کے بچوں کی moral training بھی ہو سکے گی، چاہے وہ کرسچن بچے ہیں یا بدھسٹ ہیں یا atheist ہیں یا احمدی بچے ہیں تو اس لحاظ سے بھی ہمیں دیکھنا چاہئے۔ جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہوگا وہ علاوہ اپنے subject کے بچوں کو ایک moral training بھی دے رہا ہوگا اس لیے ٹیچنگ بڑا اچھا پروفیشن ہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 28 ستمبر 2021)

افریقہ میں خدمت خلق کے حوالہ سے ہیومینٹی فرسٹ کے تحت وسیع پروجیکٹس پر کام کرنا چاہئے جیسے ماڈل ولیجز کا بنانا

جملہ ممبران عاملہ خواہ وہ نیشنل سطح کے ہوں یا لوکل سطح کے انہیں وقف عارضی کی سکیم میں حصہ لینا چاہئے

جب تک عمل نہیں کریں گے سوال جواب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اپنی پوری کوشش کریں، عمل کریں اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کے بہتر نتائج پیدا کرے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کی آن لائن ملاقات

مورخہ 19 ستمبر 2021ء کو ممبران نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی اور ناظمین اعلیٰ علاقہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سے آن لائن ملاقاتکی سعادت نصیب ہوئی۔حضور انور اس ملاقات کیلئے اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں رونق افروز ہوئے جبکہ ممبران مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی نے مسجد بیت السبوح کمپلیکس، فرانکفرٹ جرمنی سے شرکت کی۔اس ملاقات کے دوران جملہ اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ کو حضور انور سے راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا جبکہ حضور انور نے اراکین نیشنل عاملہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ان کے شعبہ جات میں بہتری لانے کیلئے ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے نائب صدر صاحب صف دوم سے سائیکلنگ کے حوالہ سے استفسار فرمایا جس پر انہوں نے بتایا کہ ملک بھر کے 3947 صف دوم کے انصار میں سے اس وقت 1433 انصار سائیکلنگ کرتے ہیں۔حضورِ انور نے ان کو ہدایت فرمائی کہ خدام صف دوم کا مطلب ہی یہی ہے کہ ذرا active رہیں وہ۔جس طرح خدام الاحمدیہ میں ہوتے تھے اس طرح انصار میں آ کے ہو جائیں۔حضور انور نے مزید فرمایا کہ مجھے یہ بتائیں کہ ان کی روحانیت بڑھانے کیلئے، ان کی صحت اچھی کرنے کیلئے، ان کو خدام الاحمدیہ سے زیادہ بہتر active کرنے کیلئے آپ نے کیا plan بنایا۔وہی پرانی، گھسی پٹی باتیں کرتے رہتے ہیں آپ لوگ۔کوئی نئی باتیں نکالا کریں۔ زمانے کے لحاظ سے چلیں۔عمر کے لحاظ سے چلیں۔ دیکھیں آپ نے کس طرح چلانا ہے۔آپ سمجھتے ہیں صف دوم کا کوئی کام نہیں بس ایک چل چلاؤ ہے۔وہی حضرت مصلح موعودؓ والی بات کہ ایک خادم انصار میں قدم رکھتا ہے، چالیس سال اور ایک دن کے ہوتے ہی سمجھتا ہے کہ میں بس اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔اب ایسے ہی ہے کہ میں جماعت کا بیکار عضو بن جاؤں حالانکہ بیکار عضو نہیں بننا، صف دوم بنائی ہی اس لیے گئی تھی کہ کار آمد عضو کو لمبا عرصہ چلایا جائے۔

بعد ازاں حضورِ انور نے قائد صاحب عمومی کو مخاطب ہو کر استفسار فرمایا کہ کیا وہ رپورٹس پر تبصرہ بھجواتے ہیں؟ نیز یہ کہ کیا ہر شعبہ کے قائدین اپنا اپنا تبصرہ بھجواتے ہیں۔پھر فرمایا باقی قائدین کو بھی کہیں ذرا خود بھی تو active ہوں۔اور اس کے بعد پھر قائد عمومی کی طرف سے تبصرہ چلا جاتا ہے کہ صدر کی طرف سے جاتا ہے۔

قائد صاحب مال کو مخاطب ہو کر حضورِ انور نے فرمایا کہ مجالس کی طرف سے آنے والے بجٹ پر آپ کو تسلی ہے کہ صحیح طرح بن رہا ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کی کہ انہیں تسلی نہیں ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ گنجائش ہے ناں؟ اصل بات یہ ہے کہ اپنی کمزوریوں پہ نظر رکھیں تو پھر ترقی ہوتی ہے۔صرف خوش فہمیوں میں مبتلا ہو جائیں تو ترقی نہیں ہوتی۔ قومیں وہی ترقی کرتی ہیں جو اپنی کمزوریوں پہ نظر رکھتی ہیں اور اس کو بہتر کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

نیز فرمایا کہ صرف یہ کہنا کہ ہم نے اتنا کر لیا ہے، اتنا کر لیا اور کسی نے اگر اعتراض کر دیا تو اس پہ غصہ میں آ گئے وہ بات کوئی نہیں بنتی۔ ہم نے ترقی کرنی ہے۔ہم نے کام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے اور اس لیے پھر حقائق کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ تبھی ہم صحیح طور پہ اپنا جائزہ لے سکتے ہیں۔ یہ کم از کم ہر ایک ناصر کو پتہ ہونا چاہیے کہ وہ یہ لکھ دے کہ میں اپنی آمد کے مطابق چندہ نہیں دے سکتا، چندہ میں اتنے پہ دوں گا لیکن یہ کہنا کہ میری آمد اتنی ہے وہ غلط ہے۔اس میں برکت نہیں ہوتی پھر۔ یہ بتانا بھی تربیت کے لحاظ سے ضروری ہے۔اور انصار تو اس عمر پہ پہنچے ہوئے ہیں ان کی تربیت اب کون کرے گا۔ ہر ایک نے اپنی تربیت خود ہی کرنی ہے۔ یہ تو آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ چندہ کی شرح اتنی ہے، میں اس شرح کے حساب سے دوں گا، یہ انصار کو اجازت لے لینی چاہیے۔ہم زبردستی نہیں کرتے، ٹیکس نہیں لگاتے لیکن سچائی ضرور ہونی چاہیے۔

قائد صاحب تبلیغ کو مخاطب ہو کر حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ نے بیعتیں کتنی کروائی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اس کی رپورٹ انہیں نہیں ملتی۔اس پر حضورِ انور نے استفسار فرمایا کہ کیوں نہیں ملتی؟ انصار اللہ کے ذریعہ سے جو بیعتیں ہوتی ہیں اس کی رپورٹ ملنی چاہیے۔ نیز فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ جب انصار نے بیعتیں کروائی ہیں تو مجالس سے رپورٹ منگوانا آپ کا کام ہے، لائحہ عمل میں لکھا ہو یا نہ لکھا ہو۔کوئی اپنا بھی دماغ استعمال کر کے دیکھیں، کس طرح کیا بہتری کرنی ہے۔ضروری تو نہیں لائحہ عمل کے اوپر لکیر کے فقیر کی طرح چلیں۔ لائحہ عمل تو ایک موٹی موٹی گائیڈ لائن ہے۔اس کے علاوہ اس کی detail میں جانا، اس پر مزید کام کرنا، پروگرام بنانا، planning کرنا یہ آپ کا اپنا کام ہے۔

قائد صاحب ایثار (جن کے سپرد خدمتِ خلق کی ذمہ داری ہے) سے مخاطب ہو کر حضورِ انور نے فرمایا کہ انہیں افریقہ میں خدمتِ خلق کے حوالہ سے ہیومینٹی فرسٹ کے تحت وسیع پروجیکٹس پر کام کرنا چاہیے جیسے ماڈل ولیجز کا بنانا۔

قائد صاحب تعلیم القرآن سے مخاطب ہو کر حضور انور نے فرمایا کہ عاملہ کے ممبران کو خود کو وقف عارضی کے لیے پیش کر کے دوسروں کے لیے مثالی نمونہ بننا چاہیے۔حضورِ انور نے فرمایا کہ جملہ ممبرانِ عاملہ خواہ وہ نیشنل سطح کے ہوں یا لوکل سطح کے، انہیں وقف عارضی کی سکیم میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ ایک ایسا ٹارگٹ ہے جو آپ کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ ممبران عاملہ خود کو دو ہفتے کی وقفِ عارضی کے لئے پیش کریں۔

مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے عرض کیا کہ حضورِ انور کے خطاب کے مختلف پوائنٹس سرکلر میں بھیجے جاتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان میں سے پوائنٹس نکال کے ان کو بھیجیں۔ باقی جب تک عمل نہیں کریں گے سوال جواب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔اپنی پوری کوشش کریں، عمل کریں اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کے بہتر نتائج پیدا کرے اور پھر معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیں۔ ہمارے ہاں کام کرنے کی بھی کمزوری ہے اور دعاؤں کی بھی کمزوری ہے۔دونوں طرف کی کمزوریوں کو پہلے دور کر کے پھر ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا ’’چلیں پھر اللہ حافظ و ناصر ہو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔‘‘

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5/ اکتوبر 2021)

حمد باری تعالیٰ

اُسی کی رہ میں لٹائیں کیوں نہ جو دی ہوئی ہے حیات اس کی

لبوں پہ آئی ہے بات جسکی بیاں کروں کیا صفات اسکی
ہے واحد و لاشریک وہ ہی یگانہ دائم ہے ذات اسکی

ہے لب پہ ذکرِ حبیب ہر دم تبھی ہے دل میں سکون ہر دم
میں جپتی رہتی ہوں جسکی مالا یہ دن بھی اسکا یہ رات اسکی

دکھائی دیتے ہیں محو گردش یہ کہکشاں، مہر و ماہ و انجم
اسی کے کن کا ہے یہ کرشمہ حسین سی کائنات اسکی

یہ چار دن جو ملے ہیں ہم کو تو کبر کیسا غرور کیسا
سنوار لیں عاقبت کو اپنی یہ دنیا ہے بے ثبات اس کی

کتابِ قسمت کو کھول دیگی دعا جو اسکے حضور ہوگی
نصیب وہ ہی سنوارتا ہے قلم بھی اسکا دوات اسکی

مصیبتوں سے نکالتا ہے جو گر پڑیں تو سنبھالتا ہے
اسی کی رہ میں لٹائیں کیوں نہ، جو دی ہوئی ہے حیات اسکی

تری پناہوں میں آنا چاہوں تری محبت کو پانا چاہوں
بنا ہے دشمن یہ نفس میرا ترے کرم سے ہو مات اسکی

منؔ اس سے پہلے کے بارِ عصیاں میں ڈوب جائے مرے خدایا
تو بخش دے گا تو جی اٹھے گی گر آ بھی جائے ممات، اسکی

(منصورہ فضل منؔ، قادیان)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2017

قیام نماز سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

(آیت تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ کے حوالہ سے موجودہ زمانہ کی برائیوں کا ذکر)

(رفیق احمد بیگ، ناظر بیت المال آمد قادیان)

سامعین کرام! نماز دین اسلام کے پانچ بنیادی ستونوں میں ایک اہم ستون ہے۔جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ **الصلوٰۃ عماد الدین** یعنی نماز دین کا ستون ہے۔ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر ہر حال میں نماز کی ادائیگی یکساں طور پر فرض ہے۔یہ برائیوں سے روکتی ہے۔یہ مومن کی معراج ہے۔یہ محبت الٰہی اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔یہ اجتماعیت، یگانگت اور یکسانیت کا بہترین نمونہ ہے یہ کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والی شئے ہے۔یہ وہ گاڑی ہے جس پر چل کر آخرت کا سفر طے کیا جاتا ہے۔یہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور تمام مدارج و مراتب کا زینہ۔یہی وہ چیز ہے جس کا یوم حساب میں سب سے پہلے حساب لیا جائے گا۔نماز ایسی شے ہے کہ اسکے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک جاتا ہے۔نماز ہی ساری ترقیات کی جڑ اور زینہ ہے۔دین اسلام میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ، راستباز، ابدال ،قطب اسی نماز کی بدولت بنے۔مختصر یہ کہ نماز عبادت کا مغز ہے جو کہ انسانی پیدائش کی غرض وغایت ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’پہلی بات نماز کی ادائیگی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض عبادت رکھی ہے اور روزانہ پانچ وقت باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔قرآن کریم اور احادیث میں نماز کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے اسکے فوائد، برکات ،اہمیت اور فرضیت بھی بیان کی گئی ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ کا پاک نمونہ بھی یہی بتاتا ہے کہ نماز کس قدر ضروری ہے۔احادیث میں آتا ہے کہ آپ کا اپنی آخری بیماری میں بھی صرف اور صرف نماز ہی کی طرف دھیان تھا۔آپ کو صحابہ سہارا دیکر مسجد میں لاتے لیکن سخت ضعف کی حالت میں بھی آپ نے نماز میں سستی نہیں کی۔‘‘ (پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت اکتوبر 2007)

سامعین کرام! تربیت وتزکیہ نفوس خلافت کے کاموں میں سے ایک اہم اور اساسی کام ہے۔اس سلسلہ میں نماز جو کہ تربیت وتزکیہ نفوس میں ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے بہت اہمیت کی حامل ہے چنانچہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس مہتم بالشان ستون دین کی اقامت اور ادائیگی کیلئے شب و روز کوشاں ہیں۔آپ کے خطبات و خطابات اور پیغامات قیام نماز کے ارشادات سے بھرے پڑے ہیں۔ان ارشادات کے لفظ لفظ اور حرف حرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ دلی تمنا جھلکتی ہے کہ افراد نماز باجماعت کے پابند ہوں اور رائج الوقت برائیوں سے دور ومہجور ہوں۔آپ نے فرمایا کہ اگر خلیفہ وقت کی قربت ومحبت کو چاہتے ہو تو نماز میں مداومت اختیار کرو اور اگر دربار خلافت سے فیض وبرکت حاصل کرنا چاہتے ہو تو مساجد کو آباد کرو۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں: نمازوں کے حوالے سے ہی میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے۔اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ کا بھی حکم ہے پس تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کیلئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرا شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہ دو گے تو نافرمانوں میں سے ہونگے۔پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہوگی اور نافرمانوں کیلئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کیلئے ہے۔پس یہ انتباہ ہر اس شخص کیلئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ (النور: 56) یعنی میری عبادت کرو۔اس پر عمل کرنا ہوگا پس ہر احمدی کو یہ بات ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا جو خلافت کی صورت میں جاری ہے تبھی فائدہ اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہونگے۔

نیز فرمایا: پس خلافت احمدیہ کے استحکام کیلئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تاکہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وابستہ ہے جسکے نتیجہ میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے وہ عمل میں آئے پس ہر احمدی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے اور اپنی اولاد کی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دے تاکہ ہم جلد دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھیں۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 22/مارچ 2013ء صفحہ 16)

سامعین کرام! قرآن کریم کا ہر حکم مبنی برحکمت ہے اقم الصلوۃ یعنی نماز قائم کرو کا حکم دے کر فرمایا کہ اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ برائیوں اور فحشاء سے دور رکھتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ (العنکبوت 46) یعنی نماز ہر قسم کی برائی سے انسان کو روکتی ہے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے تو اس سے پہلے فرمایا کہ اقم الصلوٰۃ کہ نماز کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو۔جب نمازیں اپنی شرائط کے ساتھ ادا کی جائیں گی تو پھر بے حیائیوں اور بری باتوں سے روکیں گی۔نماز کی بہت سی شرائط ہیں وضو کرنا، پاک صاف ہونا، مردوں کیلئے مسجد میں آکر نماز پڑھنا، خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونا...... جو نمازیں خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کی خاطر پڑھی جائیں وہی مقبول نمازیں ہیں۔وہی ایسی نمازیں ہیں جو دلوں کی صفائی کرتی ہیں۔وہی ایسی نمازیں ہیں جو بے حیائیوں سے روکتی ہیں۔پس احمدی جب نماز پڑھے تو ایسی نماز کی تلاش کرے۔

نیز فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنَ الۡكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ (العنکبوت: 46) کہ تُو کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے۔اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

تو نماز قائم کرنے سے مراد ایک تو باجماعت نمازوں کی ادائیگی ہے اور خاص طور پر ان نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ایک اور جگہ ایک اور آیت میں بھی توجہ دلائی گئی ہے یہاں بھی اس سے مراد یہی ہے کہ تمہاری سستی یا کاروباری مصروفیات کی وجہ سے وقت پر اور باجماعت نمازیں ادا نہیں کی جا رہیں، ان کو ادا کرو، نماز قائم کرو، باجماعت ادا کرو۔تو یاد رکھو کہ اگر تم نمازوں کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو گئے تو دنیا کی بے حیائی اور لغو باتوں سے جن میں آج کل کی دنیا پڑی ہوئی ہے۔خاص طور پر اس معاشرے میں یورپ کے معاشرے میں، تو ان چیزوں سے تم بچ کے رہو گے۔اس لئے ان کی طرف خود بھی توجہ دو اور اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہو۔پس یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہے اسکی عبادت ہی ہے جو ہر دنیوی چیز سے بالا ہے۔اس لئے تمہیں اگر کسی چیز کی فکر کرنی چاہئے تو اسکی عبادت کی طرف توجہ اور وقت پر نمازوں کی طرف توجہ کی فکر کرنی چاہئے۔یاد رکھو اللہ سب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔اس لئے دو عملی نہیں چلے گی۔قول اور فعل میں تضاد مشکل ہے۔اگر تم اس فکر سے نمازوں کی طرف توجہ دو گے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور دنیاوی معاملات ایک طرف رکھ کر اسکے حضور حاضر ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس نیک نیت اور اس کی عبادت کرنے کی وجہ سے تمہارے دنیوی معاملات میں بھی برکت ڈالے گا۔ورنہ عبادت کی طرف توجہ نہ دینے سے تمہارے کاروبار میں بے برکتی رہے گی۔تمہاری اولادوں کے بھی صحیح راستے پر چلنے کی کوئی ضمانت نہیں رہے گی اور پھر مرنے کے بعد تمہارا محاسبہ بھی ہوگا، تمہاری نمازوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ صحیح طور پر ادا کی گئی تھیں یا نہیں کی گئی تھیں۔‘‘

(خطبات مسرور، جلد 3، صفحہ 24 تا 25)

نیز فرمایا کہ ’’پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہوسکتا۔جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔اگر ہمیں لذت و سرور آرہا ہو یا یہ پکا ارادہ ہو کہ میں نے لذت و سرور حاصل کرنا ہے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہ کرے۔ہر ایک کو کبھی نہ کبھی اس لذت و سرور کا تجربہ ہو جاتا ہے اور ہوا ہوگا۔مشکل اور پریشانی میں جب کوئی ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نمازوں میں بہت سے ایسے ہیں جو بڑے روتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں، چلتے پھرتے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں......لیکن جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔پس جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہمیں مسلسل کوشش سے اپنے سامنے یہ ٹارگٹ رکھنا ہے چاہے حالات اچھے ہوں یا برے، تنگی میں بھی اور کشائش میں بھی اس لذت و سرور کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو نشہ کی کیفیت طاری کردے اور صرف ذاتی حالات ہی نہیں ایک مومن کو تو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 10 فروری 2017)

سامعین کرام! سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا احباب جماعت کو باجماعت نمازوں کی ادائیگی اور اس پر مداومت اختیار کرتے ہوئے ان کی حفاظت کرنے کی طرف توجہ دلائی اور قرآنی آیات احادیث نبویہ ارشادات حضرت مسیح موعود اور دیگر دلائل و براہین اس ضمن میں بکثرت پیش فرماتے ہوئے احباب جماعت پر اسکی اہمیت و افادیت واضح فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فرض کیا ہے کہ دن کے پانچ حصوں میں اللہ کے حضور حاضر ہوا جائے اور جہاں انسان وقت پر نماز پڑھنے کی وجہ سے ان حملوں میں محفوظ رہے گا وہاں روحانیت میں ترقی کی وجہ سے اللہ کا قرب پانے والا بھی ہوگا۔پس ہر احمدی کو وقت پر نماز ادا کرنے کی پابندی کرنی چاہئے اس کی اہمیت پر توجہ دینی چاہئے۔

آسٹریلیا کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ’’نمازوں کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اس کیلئے غیر معمولی محنت کریں یہ مرکزی چیز ہے اور اگر یہ

سنور جائے تو سب کچھ سنور جائے گا۔اسی سے ساری ترقیات وابستہ ہیں خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔‘‘

فرمایا’’نماز ہی حقیقت میں اس دنیا کو اسلام کیلئے فتح کرنا ہے۔دنیا کی فتح کی خوابیں لغو ہیں اگر ہم اپنے نفسوں پر فتح نہ پا سکیں ۔اپنے نفسوں کو خدا کے حضور جھکائیں اور اس کی عبادت کے حق ادا کریں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 23 جنوری 2004)

سامعین کرام! نوجوانی کا دور ایسا دور ہوتا ہے جب امنگیں اپنی افق پر ہوتی ہیں۔ بیشتر وقت عیش و عشرت اور راحت و آرام میں گزر جاتا ہے۔لیکن جو شخص اس عہد میں خدا کے حضور جھکتا ہے وہ لازوال اجر پاتا ہے یہ دور قبولیت دعا کا دور ہوتا ہے اس لئے اس دور میں زیادہ سے زیادہ وقت عبادت الٰہی میں صرف ہونا چاہئے ۔ یہ دور چونکہ فحاشی اور برائیوں کا کھلا بازار ہے۔ننگ و عریانیت کو پھیلانے اور مشتہر کرنے کے بے شمار ذرائع ہیں جو کہ نفس مزکی کو مارنے میں مد و معاون ہیں اور جوانی کی لذت و شہوت کو افروختہ کرتے ہیں ۔اس پرفتن اور معصیت سے بھر پور معاشرے میں نوجوانوں کو بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ وہ نمازوں کے پابند ہو جائیں۔

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ پھر جوانی کی عمر کی عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ اگر اُس نے یہ زمانہ خدا کی بندگی، اپنے نفس کی آراستگی اور خدا کی اطاعت میں گزارا ہو گا تو اس کا اسے یہ پھل ملے گا کہ پیرانہ سالی میں جبکہ وہ کسی قسم کی عبادت وغیرہ کے قابل نہ رہے گا اور کسل اور کاہلی اسے لاحق حال ہو جاوے گی تو فرشتے اس کے نامۂ اعمال میں وہی نماز روزہ تہجد وغیرہ لکھتے رہیں گے جو کہ وہ جوانی کے ایام میں بجالاتا تھا۔اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ اس کی ذات پاک اپنے بندہ کو معذور جان کر باوجود اس کے کہ وہ عمل بجا نہیں لاتا پھر بھی وہی اعمال اس کے نام درج ہوتے رہتے ہیں۔

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 199 حاشیہ، جدید ایڈیشن)

(البدر مورخہ یکم جنوری 1905ء صفحہ 10)

پس ہر احمدی کو صحت کی حالت میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرے اور نہ صرف باقاعدگی اختیار کرے بلکہ باجماعت نمازوں کی طرف بھی توجہ دے۔ ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اسکا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پاک رکھنا چاہتا ہے، شیطان کے حملوں سے بچانا چاہتا ہے تو اس کیلئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے۔ اور اس کیلئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔

سامعین کرام! آج مادیت کا دور دورہ ہے انسان عبادت سے غافل ہو چکا ہے۔تجارت اور مال و متاع نے انسان کو اپنی پیدائش کی غرض و غایت سے غافل کر دیا ہے ۔کام کیلئے نمازوں کو چھوڑا جا رہا ہے جبکہ چاہئے یہ تھا کہ نماز کیلئے کام کو چھوڑا جائے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ حکم دیا ہے کہ حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی یعنی نمازوں کی حفاظت کرو، خاص کر کام کے درمیان آنے والی نمازوں کی۔

چنانچہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ’’نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (النساء:104) یعنی نماز یقیناً مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے اور یہ نمازوں کے اوقات پانچ مقرر کئے گئے ہیں اور بروقت نماز کی ایک اہمیت ہے......اس زمانے میں جب ہر طرف مادیت کا دور دورہ ہے اس طرف توجہ دینا اور ضروری ہو گیا ہے۔ شیطان نت نئے طریقوں سے حملے کر کے انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ دل میں یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ اگر تم نے اس وقت اپنا فلاں دنیوی کام نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گے اس لئے پہلے اس کام کو نمٹا لو نماز کا بھی وقت تو ہے لیکن بعد میں جمع کر کے پڑھ لینا۔اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ہر زمانے میں شیطان نے مختلف طریقوں سے حملے کرنے ہیں ، ہر زمانے میں انسان کی مصروفیات مختلف ہونی ہیں ،اس لئے فرمایا کہ ایسی نمازیں جو تمہاری سستیوں اور جو تمہاری دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے وقت پر ادا نہ ہونے کا احتمال ہو یا وہ احتمال رکھتی ہوں ان کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ کیونکہ پھر ایک نماز سے لاپرواہی آہستہ آہستہ باقی نمازوں سے بھی غافل کر دیتی ہے۔اسلئے فرمایا حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی (البقرۃ) یعنی تم تمام نمازوں کا اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو۔‘‘ (خطبات مسرور، جلد 4، صفحہ 188)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ’’آجکل جو عملی خطرہ ہے وہ معاشرے کی برائیوں کی بے لگامی اور پھیلاؤ ہے اس پر مستزاد یہ کہ آزادی اظہار اور تقریر کے نام پر بعض برائیوں کو قانونی تحفظ دیا جاتا ہے۔اس زمانے سے پہلے برائیاں محدود تھیں۔ یعنی محلے کی برائی محلے میں یا شہر کی برائی شہر میں یا ملک کی برائی ملک میں ہی تھی لیکن آج سفروں کی سہولتیں، ٹی وی، انٹرنیٹ اور متفرق میڈیا نے ہر فردی اور مقامی برائی کو بین الاقوامی برائی بنا دیا۔انٹرنیٹ کے ذریعہ ہزاروں میلوں کے فاصلے پر رابطے کر کے بے حیائیاں اور برائیاں پھیلائی جاتی ہیں۔نوجوان لڑکیوں کو ورغلا کر ان کی عملی حالتوں کی کمزوری تو ایک طرف رہی دین سے بھی دور ہٹا دیا جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2014)

سامعین کرام! انٹرنیٹ کی وجہ سے نمازوں میں کمی آئی ہے ۔ دیر رات گئے تک سوشل میڈیا میں مصروف احباب صبح نماز فجر میں حاضر نہیں ہو پاتے۔ نمازوں میں سستی کرنے والے سوشل میڈیا میں تو بڑے active نظر آتے ہیں بڑی باقاعدگی سے میسجس کو چیک کرتے رہتے ہیں لیکن جب خدا کی طرف سے بلاوا آجاتا ہے تو سستی اور تساہل سے کام لیتے ہیں ۔جبکہ نمازوں میں پابندی ہی انسان کو تمام برائیوں سے روکتی اور تمام حسنات کا وارث بناتی ہے۔

چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ’’برائیوں میں سے آجکل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی بعض برائیاں بھی ہیں ۔اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لیکر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے۔نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح اٹھنا ہے اور یہ دونوں چیزیں اس قسم کی فضولیات ایسی ہیں کہ صرف ایک آدھ دفعہ آپ کی نمازیں ضائع نہیں کرتیں بلکہ جنکو عادت پڑ جائے ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ رات دیر گئے تک یہ پروگرام دیکھتے رہیں گے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہیں گے اور صبح نماز کیلئے اٹھنا ان کیلئے مشکل ہو گا بلکہ اٹھیں گے ہی نہیں ۔ بلکہ ایسے بھی ہیں جو نماز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے......اور عام حالات میں تو مردوں کو باجماعت اور عورتوں کو بھی وقت پر پڑھنے کا حکم ہے لیکن شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دور لے جاتا ہے اور اسکے علاوہ انٹرنیٹ بھی ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے پروگرام ہیں، پھر ایپلی کیشنز (Applications) ہیں فون وغیرہ کے ذریعہ یا آئی پیڈ کے ذریعہ، ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔اس پر پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں ۔کئی گھروں میں اسلئے بے چینی ہے کہ بیوی کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے ہیں اور بچوں کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اسلئے کہ مرد رات کے وقت ٹی وی اور انٹرنیٹ پر بیہودہ پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں اور پھر ایسے گھروں کے بچے اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں اور وہ بھی وہی کچھ دیکھتے ہیں۔پس ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے ......اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کیلئے ویب سائٹ عطا فرمائی ہے۔اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہونگے اور شیطان سے بچنے والے ہونگے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20 مئی 2016)

معزز سامعین ہمیں اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں ایم.ٹی.اے سے وابستہ کرنا چاہئے تا کہ ہماری آنے والی نسل گندے پروگراموں سے دور رہے۔ سیدنا حضور انور نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کم از کم دن میں ایک گھنٹہ گھر میں ایم ٹی اے دیکھا جانا چاہئے اور سیدنا حضور انور کے خطبات و خطابات کی طرف خصوصی توجہ ہونی چاہی۔اس سے ہمارے گھر امن و امان کا گہوارہ بنیں گے اور گھر میں سکون و آرام کی کیفیت پیدا ہو گی اور رحمت و برکت کا نزول ہو گا اور جن گھروں میں اس ٹی وی پر بیہودہ پروگرام دیکھے جاتے ہیں وہ بدامنی اور بے چینی کا شکار ہو جاتے ہیں اور نمازوں سے دور ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ’’ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مرد جن کی شکایتیں عورتیں لے کر آتی ہیں کہ یہ مرد نماز میں سست ہیں باجماعت نماز تو علیحدہ رہی گھر میں بھی نماز نہیں پڑھتے دین کا علم مردوں کا کمزور ہے۔چندوں میں بھی کئی گھروں کے مرد کمزور ہیں۔ٹی وی پر لغو اور بیہودہ پروگرام دیکھنے کی مردوں کی شکایات ہیں۔ بچوں کی تربیت میں عدم توجہگی کی شکایت مردوں کے بارے میں ہے اور اگر کبھی گھر کا سربراہ بننے کی کوشش کرینگے بھی، باپ بننے کی کوشش کرینگے تو سوائے ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ کے کچھ نہیں ہوتا عورتیں مردوں سے سیکھنے کے بجائے بہت سے گھروں میں عورتیں مردوں کو سکھا رہی ہوتی ہیں یا ان کو توجہ دلا رہی ہوتی ہیں تا کہ بچے بگڑ نہ جائیں جن گھروں میں بچے عدم تربیت کا شکار ہیں وہاں عموماً وجہ مردوں کی عدم توجہ یا بیوی یا بچوں پر بے جا سختی ہے۔کئی بچے بھی بعض دفعہ آ کے مجھے بتاتے ہیں کہ ہمارے باپ کا ہماری ماں سے یا ہم سے سلوک اچھا نہیں ہے۔پس اگر گھروں کو پرامن بنانا ہے اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور ان کو دین سے منسلک رکھنا ہے تو مردوں کو اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینی ہو گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 19 مئی 2017)

معزز سامعین ! قرآن کریم میں مومنین کی یہ علامت بیان ہوئی ہے کہ وہ لغویات سے اعراض کرتے ہیں۔فی زمانہ لغویات کے بے شمار ذرائع معرض وجود میں آئے ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں بے رہروی پھیلی ہے۔نماز ان لغویات سے بچنے کا بہترین علاج ہے۔ چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موجودہ دور کی ان لغویات اور نمازوں کے ذریعہ ان کے حل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ’’گیارہویں علامت یہ ہے کہ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا یعنی دنیوی لذات سے متاثر ہو کر اس میں شامل نہیں ہو جاتے۔اس زمانے کی لغویات جیسا کہ میں نے کہا انٹرنیٹ بھی ہے، یہ ٹی وی چینلز بھی ہیں جو پروگراموں کے دکھانے میں عجیب طرح کے غلط پروگراموں کے دکھانے میں مصروف ہیں ۔پھر آجکل لڑکے لڑکیاں اسکولوں میں، کالجوں میں، گروپ بنا کر پھرتے ہیں، کلبوں میں جاتے ہیں پھر ڈانس وغیرہ کیلئے جاتے ہیں یا اسکے پروگرام بنائے جا رہے ہوتے ہیں یا کنسرٹ دیکھنے کے پروگرام بنائے ہوتے ہیں۔مومن کیلئے یہ سب لغویات ہیں۔ایک طرف تو ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہم عباد الرحمٰن بننے کا بھی عہد کرتے ہیں۔پھر اسکے باوجود لغویات میں شامل ہونا، ایسی باتوں میں شامل

ہونا جو سراسر اخلاق کو برباد کرنے والی باتیں ہیں۔ پس حقیقی احمدی کیلئے ضروری ہے کہ ان سے پرہیز کرے۔‘‘
(خطبہ جمعہ 5 ستمبر 2009)

نیز فرمایا: ’’نماز انسان کو برائیوں سے بچاتی ہے۔ بے حیائی اور فحش کاموں سے روکتی ہے۔ انسان کا تزکیہ کرتی ہے۔ اسے پاک کرتی ہے اور وہ مومن کی معراج ہے جنت کی کنجی ہے۔ نماز سے خدا تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوتی ہے نماز انسان کو سستی سے بچاتی ہے۔ وقت کی پابندی سکھلاتی ہے۔ بدنی اور روحانی پاکیزگی کا درس دیتی ہے۔‘‘
(پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت اکتوبر 2007)

سامعین کرام جماعت احمدیہ کی کامیابی اور ترقیات کا راز عبادت الٰہی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے میں ہے۔ ہماری خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلیفۃ المسیح کے رنگ میں ایک پیارا وجود عطا فرمایا ہے جو ہماری فلاح و بہبود کیلئے ہمہ وقت کوشاں ہے ان کو ہماری فکر ہے اور افراد جماعت کی تربیت کا خیال ہر آن ہے۔ چنانچہ خلوت ہو یا جلوت آپ افراد جماعت کو ان کی تربیت کا بہترین ذریعہ نماز کی طرف خصوصی توجہ انفرادی ملاقاتوں میں بھی دلاتے رہتے ہیں۔

چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’مَیں نے بعض دفعہ ملاقاتوں میں جائزہ لیا کہ نمازوں کی طرف باقاعدگی سے متعلق اگر پوچھو کہ توجہ ہے کہ نہیں تو اکثر یہ جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں یا پھر کوئی گول مول سا جواب دے دیتے ہیں حالانکہ نمازوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازوں کو قائم کرو۔ باجماعت ادا کرو اور نماز کو وقت مقررہ پر ادا کرو۔ جیسا کہ فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (النساء: 104) یقیناً نماز مومنوں پر وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔‘‘ (مشعل راہ، جلد پنجم، حصہ سوم، صفحہ 40 تا 42)

سامعین کرام نماز مومن کے روح کی غذا ہے۔ جو سرور و لذت مومن کو خدا کے حضور حاضری دینے میں آتا ہے وہ کہیں اور میسر نہیں آتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی کے پیر میں تیر چبھ گیا جو کہ نکالنے پر اس صحابی کو نہایت ہی شدید درد و کرب میں مبتلاء کرتا تھا اس صحابی نے یہ ترکیب بتائی کہ نماز کی حالت میں یہ تیر نکالا جائے۔ یہ تھا نماز میں لطف و سرور اور محویت کا عالم۔ اسی نماز کے قیام کیلئے سیدنا حضور انور ہمیں بار بار توجہ دلاتے ہیں۔

چنانچہ حضور انور حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس بیان فرتے ہیں کہ ’’یہ جو فرمایا ہے کہ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ (ھود 115) یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا۔ نماز فواحش سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بھی بدیاں کرتے ہیں۔‘‘ (یہ بھی دنیا میں نظر آتا ہے کہ بظاہر بڑی نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں، لیکن بدیاں بھی کرتے ہیں)

فرمایا: ’’اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ (سچائی کے ساتھ اور دل لگا کر اور روح کی گہرائی سے نماز نہیں پڑھتے‘‘) وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے ......نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘
(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 162 تا 164)

نمازوں میں مداومت اور مستقل مزاجی ایک ضروری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو یہی حکم دیا ہے کہ نماز ادا کرو اپنے اہل وعیال کو بھی اس کا حکم دو اور اس پر مداومت اختیار کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دیئے گئے حکم کو یوں بیان فرماتا ہے وَاۡمُرۡ اَہۡلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا یعنی اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دو اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہو جاؤ۔ ایک وقت آئے گا کہ نمازوں میں مستقل مزاجی اختیار کرنے والا شخص نماز میں سرور و لذت پانے لگ جائے گا اور یہ مستقل مزاجی اسکی اصلاح کا باعث بنے گی۔

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’پس پہلے نماز کی عادت ضروری ہے۔ اپنے آپ کو نمازوں کا پابند کرنا ضروری ہے۔ چاہئے نمازوں کا فائدہ انسان کو ظاہری حالت میں نظر آتا ہو یا نہ لیکن نمازیں بہر حال پڑھنی ہیں کیونکہ یہ فرض ہیں اور یہ سمجھ کر عادت ڈالنی ضروری ہے کہ میں نے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا ہے اسکے پاس ہی جانا ہے۔ ہر ضرورت کیلئے اسی سے مانگنا ہے۔ یہ مستقل مزاجی اگر رہے گی تو پھر ایک وقت آئے گا کہ نمازوں کے حق بھی ادا ہونے شروع ہو جائیں گے۔ نمازوں میں لذت بھی آنی شروع ہو جائے گی اور پھر بعض لوگ جس طرح پوچھنے پر جواب دیتے ہیں ان کا یہ جواب نہیں ہوگا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں مگر سستی ہو جاتی ہے آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ سستی ہوتی ہی اس وقت ہے جب نماز کی اہمیت نہیں ہوتی (ماخوذ از ملفوظات، جلد 9، صفحہ 6 تا 7) اور غیر اللہ کو انسان زیادہ اہم سمجھ رہا ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ سستی ہو۔ پس آج دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں ان کے بداثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے اللہ کی طرف خالص ہو کر جھکنا بہت ضروری ہے اور اس جھکنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہی بتایا ہے کہ اپنی نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی طرف ہم توجہ دیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جنوری 2017)

نیز فرمایا کہ ’’نمازوں کی حفاظت اور نگرانی ہی اس بات کی ضامن ہوگی کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو گناہوں اور غلط کاموں سے پاک رکھے۔ ہماری نمازوں میں باقاعدگی یقینا ہمارے بچوں میں بھی یہ روح پیدا کرے گی کہ ہم نے بھی نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہے۔ اسکی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح ہمارے والدین کرتے ہیں اور جب یہ بات ان بچوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے گی، بیٹھ جائے گی کہ ہم نے نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے تو پھر والدین کو یہ چیز اس فکر سے بھی آزاد کر دے گی کہ اس مغربی معاشرے میں جہاں ہزار قسم کے کھلے گند اور برائیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، ہر وقت والدین کو یہ فکر رہتی ہے کہ ان کے بچے اس گند میں کہیں گر نہ جائیں۔ دعا کیلئے لکھتے ہیں، کہتے بھی ہیں اور خود کوشش بھی کرتے ہوں گے، دعا بھی کرتے ہوں گے۔ اگر اپنے بچوں کو ان گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں کیونکہ اب ان غلاظتوں اور اس گند سے بچانے کی ضمانت ان بچوں کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دے رہی ہیں۔

جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (العنکبوت: 46) یعنی یقیناً نماز بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ گویا ان نمازوں کی حفاظت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان نمازوں کے ذریعہ سے ضمانت دے دی ہے کہ خالص ہو کر میرے حضور آنے والے اب میری ذمہ داری بن گئے ہیں کہ مَیں بھی اس دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں سے ان کی حفاظت کروں اور ان کو نیکیوں پر قائم رکھوں، تقویٰ پر قائم رکھوں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو تقویٰ پر قائم ہوں، جو میرے پاکباز لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو میرا انعام پانے والے لوگ ہیں۔ پس یہ سب سے بنیادی چیز ہے جس کی ٹریننگ اور جس کے کرنے کا عزم آپ نے ان جلسے کے دنوں میں کرنا ہے۔ جو نمازوں میں کمزور ہیں انہوں نے ان دنوں میں اسکا حق ادا کرتے ہوئے اس میں باقاعدگی اور پابندی اختیار کرنے کی کوشش کرنی ہے۔‘‘ (خطبات مسرور، جلد سوم، صفحہ 372 تا 373، خطبہ جمعہ 24 جون 2005)

سامعین کرام! حدیث میں آتا ہے کہ مومن کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہوتا ہے وہ بدل و جان اذان کا مشتاق ہوتا ہے کیونکہ مساجد روضات الجنۃ یعنی جنت کے باغات ہیں۔ ان میں جو وقت گزرتا ہے وہ یقیناً ایک انسان کو برائیوں سے دور رکھتا ہے اور ایک وقت صالح عطا کرتا ہے۔

چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ضمن میں حدیث نبوی کو پیش کرتے ہیں ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مساجد جنت کے باغات ہیں۔ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ ان سے کھانے پینے سے کیا مراد ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سُبۡحَانَ اللّٰہِ، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ پڑھنا۔‘‘
(ترمذی کتاب الدعوات، باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید، باب 85، حدیث 3509)

اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ تو ایک مومن اپنے ایمان میں مضبوطی کیلئے ہدایت کے راستے پر چلنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اس دنیا اور آخرت کی جنت کے پھل کھانے کیلئے مسجد میں جاتا ہے۔ پس یہی مسجدوں کا مقصد ہے اور اسی مقصد کیلئے مسجدیں بنائی جاتی ہیں دنیا داری تو مسجدوں کے پاس سے بھی نہیں گزرنی چاہئے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 14 جنوری 2005)

پس ہمیں اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بھی ان روضات الجنۃ یعنی مساجد کے ساتھ منسلک کرتے ہوئے نمازوں کا پابند بنانا چاہئے کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو ہمیں اس دنیا میں بھی جنتی بنائے گی اور اُخروی جنت کا بھی وارث ٹھہرائی گی اور خدا کے عذاب و عتاب سے دور رکھے گی۔ دنیا میں خواہشات کی تکمیل کی بے چینی ہے اس بے چینی سے بھی ہم نجات پانے والے ہونگے۔ پس ہمیں صبح و شام اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے اور اُسکے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے دن ڈرتے ڈرتے بسر ہونے چاہئیں ...... پھر آپؑ نے فرمایا ہے کہ تمہاری راتیں بھی اس بات کی گواہی دیں کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ جب راتوں کو تقویٰ سے گزارنے کا خیال رہے گا تو ہر قسم کی لغویات اور بیہودگیوں سے انسان بچا رہے گا۔ آج کی دنیا میں ہزار قسم کی برائیاں اور آزادیاں ہیں اور ایسی دلچسپیوں کے سامان ہیں جو اللہ کے ذکر سے غافل رکھتے ہیں۔ پس یہ جو آج کل نام نہاد سلجھی ہوئی Civilized دنیا یا سوسائٹی میں چیزیں ہیں جس کو سوسائٹی میں بڑا رواج دیا جا رہا ہے اور بڑا پسند کیا جاتا ہے عورتوں مردوں کا میل ملاپ ہے، آپس میں گھلنا ملنا ہے، اٹھنا بیٹھنا ہے، نوجوانوں کا رات گئے تک مجلسیں لگانا ہے یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کے ذکر سے دور کرنے والی ہیں۔ پس ہر احمدی کو ہر وقت ایسی لغویات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا چاہئے۔ ہر ایسی چیز جو آپ کے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے میں روک ہو اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ چیزیں کبھی ذہنی سکون نہیں دے سکتیں۔ انسان سمجھتا ہے کہ شاید یہ دنیا کی مادی چیزیں حاصل کر کے اس کو ذہنی سکون مل جائے گا حالانکہ ان دنیاوی چیزوں کے پیچھے جانے سے انہیں مزید حاصل کرنے کی حرص بڑھتی ہے اور کیونکہ ہر کوئی

IRS
INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9 جولائی 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ سعیدہ رفعت منیر صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد ملک صاحب (سکنتھورپ، یوکے)

7 جولائی 2022ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم محمد حسن احمدی صاحب مرحوم ریٹائرڈ ڈپٹی کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس لاہور کی بیٹی تھیں، جنہوں نے 17 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، صدقہ وخیرات کرنے والی، خلافت کے ساتھ عقیدت کا تعلق رکھنے والی ایک نیک فطرت خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ شاہدہ ارشد صاحبہ اہلیہ مکرم ارشد محمود گوندل صاحب (وینکوور، کینیڈا)

9 نومبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم میاں نذیر احمد صاحب (آرکیٹیکٹ وانجینئر) کی چھوٹی بیٹی تھیں۔ جنہوں نے 20 سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔ آپ نے مسجد اقصیٰ ربوہ اور دارالذکر لاہور کی مساجد کی تعمیر اور ڈیزائنگ وغیرہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ اپنے بچوں کے علاوہ دیگر بے شمار بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم شیخ ریاض محمود صاحب (سابق نائب امیر لاہور) کی نسبتی ہمشیرہ تھیں۔

(2) مکرمہ صادقہ محبوب صاحبہ اہلیہ مکرم محبوب احمد صاحب مرحوم (نیلا گنبد لاہور، حال کینیڈا)

8 مئی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت منشی محبوب عالم صاحب رضی اللہ عنہ (آف نیلا گنبد راجپوت سائیکل ورکس) کی پوتی تھیں۔ بیس سال سے کینیڈا میں مقیم تھیں۔ قرآن کریم سے عشق تھا۔ پاکستان اور کینیڈا میں بے شمار بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ صوم وصلوۃ کی پابند، غریب پرور، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، ایک نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ انتہائی محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ آپ نے لجنہ کے مختلف شعبوں میں بطور معاونہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(3) مکرمہ شاہدہ خان صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اکرام خان صاحب مرحوم (کینیڈا، حال ربوہ)

7 مارچ 2022ء کو ربوہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ بیس سال سے کینیڈا میں مقیم تھیں۔ اپنی علالت کے باعث پاکستان گئیں اور وہیں اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ مرحومہ کو دارالصدر ربوہ میں واقع اپنا گھر صدر انجمن احمدیہ کے نام ھبہ کرنے کی توفیق ملی۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صدقہ وخیرات کرنے والی بڑی نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ مرحومہ نے لمبا عرصہ مانٹریال میں بطور سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری تبلیغ لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

(4) مکرم پروفیسر کرامت اللہ راجپوت صاحب ابن مکرم چوہدری عظمت اللہ راجپوت صاحب (کینیڈا)

30 مارچ 2022ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں جان محمد ہیلانی صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت میاں عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے اور حضرت حافظ ملک مشتاق احمد صاحب پشاوری رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ آپ نے کراچی میں سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، ہمدرد، ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک، ہر دلعزیز اور نافع الناس وجود تھے۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ آپ کی شاعری میں جماعت اور خلافت سے محبت نمایاں طور پر جھلکتی تھی۔ آپ کو 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر مشاعرہ کی صدارت کا اعزاز بھی حاصل ہوا اور جلسہ کے دوسرے روز آپ کو اپنی مشہور غزل ''تجدیدِ عہد'' ترنم کے ساتھ سنانے کا موقع ملا۔ قادیان کی محبت میں کہی گئی آپ کی ایک نظم ''وہ قادیاں کی رونقیں! وہ کُو بکُو محبتیں!'' تو زبان زدِ خاص وعام ہے اور اسی نظم سے آپ کو شہرت حاصل ہوئی تھی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرم خواجہ نعیم الدین قمر صاحب ابن مکرم مولانا خواجہ قمر الدین صاحب (ربوہ)

26 جون 2022ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم ربوہ کے پہلے مکینوں میں سے تھے۔ ذہنی طور پر کمزور تھے مگر بڑے سادہ اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ مرحوم کا خلافت کے ساتھ خاص پیار کا تعلق تھا جس کا اظہار وہ مختلف موقعوں پر کیا کرتے تھے۔

(6) مکرمہ کلثوم بیگم صاحبہ (قادیان)

23 مارچ 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے 2010ء میں قادیان آکر بیعت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، صدقہ وخیرات کرنے والی، خوش مزاج اور اعلیٰ اخلاق کی مالک ایک نیک خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

ہر چیز حاصل نہیں کرسکتا، اس کوشش میں بے سکونی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

پس ہر احمدی کو ہر وقت یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اسکے دل کا اطمینان اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسکی ضمانت بھی دی ہے۔ دنیا میں بہت ساری چیزیں بیچنے والے، مارکیٹ کرنے والے، دنیاوی چیزیں بنانے والے بڑے بڑے اشتہار دیتے ہیں کہ ہماری فلاں چیز خریدو تو 100 فیصدی سکون یا Satisfaction مل جائے گی، تسلی ہوگی، لیکن کبھی ہوتی نہیں۔ جتنا بڑا چاہے کوئی دعویٰ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دیتا ہے کہ میرا ذکر کرنے والوں کو، حقیقی طور پر میرا ذکر کرنے والوں کو، ان حکموں پر عمل کرنے والوں کو مَیں اطمینان قلب دوں گا۔ دل کو چین اور سکون ملے گا۔ جیسا کہ فرمایا: اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ (الرعد:29) یعنی سمجھ لو کہ اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں اور یہ ذکر نمازوں کے علاوہ بھی ہونا چاہئے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے۔'' فرمایا ''پس جہاں تک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا۔ ہاں اسکے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔ اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا۔'' (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 239 تا 240، جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

سامعین کرام! جماعت احمدیہ کو یہ سعادت عظمیٰ نصیب ہے کہ وہ آخرین کے گروہ میں شامل ہے۔ اس حزب سعید کے سامنے حضرت نبی کریم ﷺ کا پاک اسوہ قابل تقلید اور مشعل راہ ہے جنہوں نے ہر حالت میں نماز کا قیام فرمایا اور اپنی آخری گھڑیوں میں بھی کندھوں کا سہارا لیتے ہوئے نماز کیلئے حاضر ہوئے۔ ہمارے سامنے اس دور کے ابراہیم حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کا بھی اسوہ ہے جنہوں نے عدالت میں حاضر ہونے کے وقت نماز باجماعت کو ترجیح دی اوراس کے نتیجہ میں باعزت بری بھی ہوئے اور ہمارے سامنے ہزاروں اقطاب و ابدال ہیں جو محض نماز کی بدولت ہی ان مدارج روحانیہ پر فائز ہوئے اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرۃ ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے جو ہمیں دن رات قیام نماز کے مہتم بالشان مشن میں مصروف عمل رکھتی ہے۔

آئیں جلسہ سالانہ کے اس مبارک موقعہ پر یہ عزم صمیم کرتے ہیں کہ ہم نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کرنے والے بنیں گے اور ان دنوں میں عملی طور پر اس کا ظہار کرینگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر پر اپنی معروضات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔

حضور فرماتے ہیں کہ ''عزیزو! خدائے تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو، نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تُو نماز کیلئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تُو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرلو تا تم پر رحم کیا جائے۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 549)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دعاؤں کی قبولیت کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان ہر روز نیکیوں میں ترقی کرے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 دسمبر 2017ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ برکت ہمیشہ نظام جماعت کی اطاعت اوراسکے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 اگست 2004ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70)

جو شخص اپنی تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم اسے بالضرور اپنی راہیں دکھلا دیا کرتے ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 8 / اپریل 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ البقرہ آیت 187 وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّھُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں) کی تلاوت فرمائی۔

سوال حدیث میں رمضان کے مہینے کی فضیلت کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت کے دروازے اس مہینے میں کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اس مہینے میں شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رمضان میں شیطان کو جکڑنے کے متعلق کیا تشریح کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر ہر ایک کا شیطان جکڑ دیا جائے تو پھر وہ یہ شیطانی کام کیوں کریں۔ یہ نصیحت ہے مومنوں کو، اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کا قرب پانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں اس لیے کہ تم میرے کہنے سے اپنے آپ کو جائز کام سے بھی روک رہے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ عام حالات میں جو شیطان کو کھلی چھٹی ہے جیسا کہ اسنے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی تھی کہ دائیں بائیں آگے پیچھے سے انسان پر حملہ کرے اور اسے ورغلا کر اپنے پیچھے چلائے اسے آج میں نے ان لوگوں کیلئے جکڑ کر باندھ دیا ہے جو میری خاطر روزہ رکھ رہے ہیں۔

سوال اگر انسان خدا کا حق ادا کرنے والا بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک فرماتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر انسان خدا تعالیٰ کا بندہ بننے کا حق ادا کرنے والا بن جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی پکار بھی سنتا ہے، اس کے شیطان کو جکڑ دیتا ہے۔ جب بھی شیطان حملہ آور ہو اللہ مدد کیلئے آ جاتا ہے۔ صرف سال کا ایک مہینہ نہیں جو رمضان کا مہینہ ہے بلکہ ہمیشہ ایسے شخص کو شیطان کے حملے سے اللہ بچاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: صرف رمضان کے مہینے میں ہی نیکیاں نہ بجالاؤ بلکہ سارا سال حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرو۔

سوال قبولیت دعا اور خدا تعالیٰ کا عبد بننے کیلئے کس بات کی ضرورت ہے؟

جواب قبولیت دعا کیلئے اور خدا تعالیٰ کا عبد بننے کیلئے یہ ضروری ہے کہ انسان کوشش کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک تو اس کا فضل مانگے اور فضل یہ ہے کہ بکا و زاری کر کے اسکے بندوں میں شامل ہو اور اس کیلئے کوشش کرے اور دعا کرے کہ مجھے اپنے بندوں میں شامل کر لے جو اعتقاد اور اعمال کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہیں۔ وہ دعا کرنے سے پہلے اپنے عمل کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے اور ان بندوں میں شامل ہو جن کے ایمان غیر متزلزل ہیں اور پکے اور مضبوط ہیں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت ہے کہ وہ مٹی کے ذرّے کو بھی سونا بنا سکتا ہے۔

سوال جو لوگ اللہ کی راہ میں کوشش کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو بالضرور اپنی راہیں دکھلا دیا کرتے ہیں۔

سوال انسانی افعال پر اللہ تعالیٰ نتائج مرتب فرماتا ہے۔ اس امر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کن مثالوں سے واضح فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس طرح ہماری دنیوی زندگی میں صریح نظر آتا ہے کہ ہمارے ہر ایک فعل کیلئے ایک ضروری نتیجہ ہے اور وہ نتیجہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ ایسا ہی دین کے متعلق بھی یہی قانون ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ ان دو مثالوں میں صاف فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوۡبَھُمۡ (الصّف:6) یعنی جو لوگ اس فعل کو بجا لائے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی جستجو میں پوری پوری کوشش کی تو اس فعل کیلئے لازمی طور پر ہمارا یہ فعل ہوگا کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھاویں گے اور جن لوگوں نے کجی اختیار کی اور سیدھی راہ پر چلنا نہ چاہا تو ہمارا فعل ان کی نسبت یہ ہوگا کہ ہم ان کے دلوں کو کج کر دیں گے۔

سوال جو شخص خدا تعالیٰ کی حقیقی رنگ میں جستجو کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟

جواب جو شخص اپنی تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم اسے بالضرور اپنی راہیں دکھلا دیا کرتے ہیں۔

سوال جب کسی کی اصلاح مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام توبہ و استغفار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب توبہ و استغفار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ”توبہ استغفار وصول الی اللہ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا۔ پوری کوشش سے اس کی راہ میں لگے رہو منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی سے بخل نہیں۔

سوال خدا تعالیٰ کو کس طرح پایا جا سکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کیلئے محنت کی ضرورت ہے۔ جو لوگ کوشش کرتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں۔

سوال جو لوگ خدا کو پانے کیلئے تڑپ و گداز سے کوشش کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جو لوگ خدا میں ہو کر خدا کے پانے کے واسطے تڑپ اور گدازش سے کوشش کرتے ہیں ان کی محنت اور کوشش ضائع نہیں جاتی اور ضرور ان کی راہبری اور ہدایت کی جاتی ہے۔

سوال ایمان اعمال کے بغیر کس طرح کا ہوتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایمان بغیر اعمال کے ایسا ہے جیسے کوئی باغ بغیر انہار کے۔

سوال خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کب قبول کی جاتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بیقراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کیلئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے۔

سوال جب بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف کامل اخلاص کے ساتھ آتا ہے تو خدا تعالیٰ کو کتنی خوشی محسوس ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے اپنی طرف آنے اور خالص ہو کر اس کی باتیں ماننے کی اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ماں کو اپنے گمشدہ بچے کے ملنے کی خوشی ہوتی ہے یا جس طرح ایک مسافر کو ریگستان میں اپنے سامان سے لدے ہوئے اونٹ کے گم جانے کے بعد اسکے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔

سوال کس دعا کو مقدم کرنا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سب سے اول ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجاتِ ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں، وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔

......☆......☆......☆......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے مشورہ کو میری امت کیلئے رحمت کا باعث بنایا ہے

پس جو مشورہ کریگا وہ رشد و ہدایت سے محروم نہیں رہے گا اور جو مشورے کو ترک کریگا وہ ذلت سے نہ بچ سکے گا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25 / مارچ 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران کی آیت 160 فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَھُمۡ ۚ وَلَوۡ کُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ ۪ فَاعۡفُ عَنۡھُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ وَشَاوِرۡھُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ کی تلاوت فرمائی۔

سوال قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مشورہ لینے کے متعلق کیا فرماتا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے شَاوِرۡھُمۡ فِی الۡاَمۡرِ یعنی تو اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا کر۔

سوال جب شَاوِرۡھُمۡ فِی الۡاَمۡرِ کی آیت نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ اور اس کا رسول اس سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کیلئے رحمت کا باعث بنایا ہے۔ پس ان میں سے جو مشورہ کرے گا وہ رشد و ہدایت سے محروم نہیں رہے گا اور جو مشورے کو ترک کرے گا وہ ذلت سے نہ بچ سکے گا۔“

سوال معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف بھجوانے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے کس کس سے مشورہ طلب کیا؟

جواب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن بھجوانے کا ارادہ فرمایا تو حضورؐ نے صحابہ میں بہت سے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا۔ ان صحابہ میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، اور بہت سارے صحابہ تھے۔

سوال جنگ بدر کے موقعہ پر خباب بن منذر نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا مشورہ دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جس جگہ اسلامی لشکر نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا وہ اچھی جگہ نہ تھی اس پر خباب بن مُنذر نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ نے خدائی الہام کے تحت یہ جگہ پسند فرمائی ہے یا محض اپنی رائے سے اسے اختیار کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں کوئی خدائی حکم نازل نہیں ہوا بلکہ یہ میری رائے ہے۔ خُباب نے عرض کی کہ پھر بہتر ہوگا کہ آگے بڑھ کر چشمے پر قبضہ کر لیا جاوے۔ میں اس چشمے کو جانتا ہوں اس کا پانی اچھا ہے اور عموماً ہوتا بھی کافی ہے۔ اس صورت میں ہم تو پانی پی سکیں گے مگر وہ پانی نہیں پی سکیں گے۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح مشورہ دینے کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری طرف جس نے بھی ایسی جھوٹی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور جس سے اسکے مسلمان بھائی نے کوئی مشورہ طلب کیا اور اس نے بغیر رُشد کے مشورہ دیا یعنی بغیر غور وخوض اور عقل استعمال کئے تو اس نے اس سے خیانت کی ہے۔

سوال جنگ احد کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خواب دیکھی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے نیز میں نے دیکھا کہ میری تلوار کا سرا ٹوٹ گیا ہے اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ گائے ذبح کی جارہی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک محفوظ اور مضبوط زرہ کے اندر ڈالا ہے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی کیا تعبیر بیان فرمائی؟

جواب آپؐ نے فرمایا کہ گائے کے ذبح ہونے سے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے صحابہ میں سے بعض شہید ہوں گے۔ اور میری تلوار کے کنارے ٹوٹنے سے یہ مراد ہے کہ میرے عزیزوں میں سے کسی کی شہادت ہوگی یا شاید مجھے بھی کوئی نقصان پہنچے۔ اور زرہ کے اندر ہاتھ ڈالنے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حملے کے مقابلے کیلئے ہمیں مدینہ کے اندر ٹھہرنا زیادہ مناسب ہوگا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواب کے بعد صحابہ کرام نے آپؐ کو کیا مشورہ دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض اکابر صحابہ نے حالات کی مشکل کو سمجھ کر، سوچ کر اور شاید کسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب سے متاثر ہو کر یہ مشورہ دیا کہ مدینے میں ٹھہر کر ہی مقابلہ کرنا چاہئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی یہی مشورہ دیا۔

سوال جنگ بدر کے اسیران کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت عمر بن خطابؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! ان کو قتل کروا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار اپنی بات دوہرائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر غلبہ عطا فرمایا ہے جبکہ کل تک وہ تمہارے بھائی تھے۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا یارسول اللہ انہیں قتل کروا دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اگر حضورؐ مناسب سمجھیں تو ان کو معاف فرما دیں اور ان سے فدیہ لے لیں۔ یہ سن کر حضورؐ کے چہرے سے غم کے آثار جاتے رہے۔ چنانچہ حضور نے انہیں معاف کردیا اور ان سے فدیہ قبول فرمالیا۔

سوال نماز پر لوگوں کو بلانے کیلئے لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا کیا مشورے دیئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کسی نے کہا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے، کسی نے کہا کہ یہود کی طرح بگل بجایا جائے۔ کسی نے کہا کہ آگ روشن کی جایا کرے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشوروں کو ناپسند فرمایا۔

سوال کن اصحاب کو خواب میں آذان کے الفاظ سکھائے گئے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو اور مہاجرین میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں اذان کے الفاظ سکھائے گئے۔

سوال مشورہ دینے والے کو کیسا ہونا چاہئے؟

جواب حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ”جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے۔ اس کو امانت کا حق ادا کرنا چاہئے۔ اور پھر فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی اپنے بھائی سے مشورہ مانگے تو وہ اسے مشورہ دے“۔

سوال حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشورہ لینے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اپنے اصحاب سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔

سوال مدینہ ہجرت کرنے کے بعد جب قریش کی سازشیں بڑھ گئی تو حضرت مقدادؓ بن عمرو نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کہا؟

جواب مقدادؓ بن عمر نے عرض کی یارسول اللہؐ! آپؐ نے جو ارادہ کیا ہے اس کی تکمیل کیلئے چلیں۔ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپؐ سے ویسے نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْن کہ تو اور تیرا رب جاؤ ان سے جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھیں ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ جائے۔

سوال صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بیوی سے کس تعلق میں مشورہ لیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ اٹھو اور اونٹوں کو ذبح کرو۔ صحابہ کو اس کا بڑا افسوس تھا اور وہ اس پر کسی طرح راضی نہ تھے اس لئے کہ شاید اس کو شکست سمجھتے تھے۔ جب پھر بھی کوئی کھڑا نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے مشورہ کیا۔ اس پر ام سلمہؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپؐ باہر نکلیں اور کسی سے کوئی بات کئے بغیر اپنے اونٹ کو قربان کردیں اور حجام کو بلوا کے اپنا سر منڈوانا شروع کردیں۔ پھر دیکھیں صحابہ خود بخود آپ کے پیچھے چلیں گے۔ چنانچہ آپؐ اٹھے اور خاموشی سے اسی طرح کرنا شروع کردیا اور جب صحابہ نے یہ نظارہ دیکھا تو وہ بھی اپنی قربانیوں کی طرف لپکے اور ذبح کرنے لگے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

طاعون سے فوت ہوگیا ہے۔ ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔ یہ امر تو قرآن کی نص صریح سے ثابت ہے کہ وہ لڑائیاں محض کافروں پر عذاب نازل کرنے کے لئے تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ اگر چاہوں تو ان کافروں پر آسمان سے عذاب نازل کروں اور یا زمین سے ان کے لئے عذاب پیدا کروں اور یا بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھاؤں۔ مگر باایں ہمہ ان لڑائیوں میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہوتے رہے لیکن آخری نتیجہ یہ تھا کہ کافر گھٹتے گئے اور مسلمان بڑھتے گئے اور وہ لڑائیاں مسلمانوں کے لئے سراسر برکت کا موجب ہوگئیں اور کافروں کی بیخ کنی کر گئیں۔ اسی طرح مَیں کہتا ہوں اور بڑے دعویٰ اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ **ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو گھٹاتی جاتی ہے۔ اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں۔** کون ہے کہ اس مقابلہ کے لئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟ افسوس کہ یہ مخالف لوگ ایسے اندھے ہوگئے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ دراصل طاعون ہماری دوست اور ان کی دشمن ہے۔ جس قدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تھی۔ پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ دنیا میں طاعون آئیگی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہوتے جائیں گے مگر ہماری کثرت اس کے ذریعہ سے ہوگی پس اس سے زیادہ اندھا کون شخص ہے جو چند احمدی لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا پیش کرتا ہے اور اس سے اب تک بے خبر ہے کہ اب تک کئی لاکھ انسان طاعون نے ہماری جماعت میں داخل کردیا اور ہر روز داخل کر رہی ہے پس مبارک ہے یہ طاعون جو ہمارے عدد کو بڑھا رہی ہے اور مخالفوں کو گھٹا رہی ہے اور حقیقت میں ہماری جماعت کا طاعون سے کوئی فوت نہیں ہوا کیونکہ ایک کے عوض ہم نے سو یا زیادہ اس سے پالیا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 568، حاشیہ)

آخر پر سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی دعوۃ الامیر سے پیش کر کے ہم اپنی بات ختم کرتے ہیں۔ حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

آپؑ نے 1894ء سے پہلے ایک خطرناک عذاب اور پھر کھلے لفظوں میں وبا کی پیشگوئی کی اور پھر جبکہ ہندوستان میں طاعون نمودار ہی ہوئی تھی کہ آپؑ نے خصوصیت کیساتھ پنجاب کی تباہی کی خبر دی اور آنیوالی طاعون کو قیامت کا نمونہ قرار دیا اور فرمایا کہ یہ طاعون اس وقت تک نہیں جائیگی جب تک کہ لوگ دلوں کی اصلاح نہ کرینگے۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا الفاظ اُسے ادا نہیں کرسکتے، طاعون کی ابتداء گو بمبئی سے ہوئی تھی اور قیاس چاہتا تھا کہ وہیں اس کا دَورہ سخت ہونا چاہئے مگر وہ تو پیچھے رہ گیا اور پنجاب میں طاعون نے اپنا ڈیرہ لگالیا اور اس سختی سے حملہ کیا کہ بعض دفعہ ایک ایک ہفتے میں تیس تیس ہزار آدمیوں کی موت ہوئی اور ایک ایک سال میں کئی کئی لاکھ آدمی مر گئے، سینکڑوں ڈاکٹر مقرر کئے گئے اور بیسیوں قسم کے علاج نکالے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ہر سال طاعون مزید شدت اور سختی کے ساتھ حملہ آور ہوئی اور گورنمنٹ منہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی اور بہت سے **لوگوں کے دلوں نے محسوس کیا کہ یہ عذاب مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے ہے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں نے اس قہری نشان کو دیکھ کر صداقت کو قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کے مامور پر ایمان لائے** اور اس وقت تک طاعون کے زور میں کمی نہ ہوئی جب تک اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو نہ بتایا کہ طاعون چلی گئی، بخار رہ گیا۔ اسکے بعد طاعون کا زور ٹوٹنا شروع ہوگیا اور برابر کم ہوتی چلی گئی مگر بعض الہامات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مرض کے ابھی کچھ اور دَورے ہونگے۔ اس ملک میں بھی اور دوسرے ممالک میں بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔

میرے نزدیک یہ پیشگوئی ایسی واضح اور مومن و کافر سے اپنی صداقت کا اقرار کرانیوالی ہے کہ اسکے بعد بھی اگر کوئی شخص ضد کرتا ہے تو اسکی حالت نہایت قابل رحم ہے جسکی آنکھیں ہوں وہ دیکھ سکتا ہے کہ (1) طاعون کی خبر ایک لمبا عرصہ پہلے دی گئی تھی اور کوئی طبّی طریق ایسا نہیں ایجاد ہوا جس سے اتنا لمبا عرصہ پہلے وباؤں کا پتہ دیا جاسکے۔ (2) طاعون کے نمودار ہونے پر یہ بتایا گیا تھا کہ یہ عارضی دَورہ نہیں ہے بلکہ سال بسال یہ بیماری حملہ کرتی چلی جائیگی۔ (3) یہ بھی قبل از وقت بتایا گیا تھا کہ یہ بیماری پنجاب میں نہایت سخت ہوگی، چنانچہ بعد کے واقعات نے بتادیا کہ پنجاب میں ہی یہ بیماری سب سے زیادہ پھیلی اور یہیں سب سے زیادہ موتیں ہوئیں۔ (4) ڈاکٹروں نے متواتر پیشگوئیاں کیں کہ اب یہ بیماری قابو میں آگئی ہے مگر آپ نے بتایا کہ اس وقت تک اس کا زور ختم نہ ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکا علاج نہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا کہ اسکا دَورہ برابر نو سال تک سختی سے ہوتا رہا۔ (5) آخر میں اللہ تعالیٰ نے خود رحم کر کے اس کے زور کو توڑ دینے کا وعدہ کیا اور آپؑ کو بتایا گیا کہ طاعون چلی گئی، بخار رہ گیا۔ چنانچہ اِس الہام کے بعد طاعون کا زور ٹوٹ گیا اور بخار کا شدید حملہ پنجاب میں ہوا جس سے قریباً کوئی گھر خالی نہیں رہا اور سرکاری رپورٹوں میں تسلیم کیا گیا کہ بخار کا یہ حملہ غیر معمولی تھا۔ (دعوۃ الامیر مطبوعہ قادیان سن 2017ء صفحہ 311)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اَور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 8 - September - 2022 Issue. 36

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کے ضمن میں آپؓ کے دورِ خلافت میں اہل روم کے خلاف لڑی جانے والی جنگوں کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2 ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کی جنگوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں فتح دمشق جو تیرہ ہجری میں ہوئی اسکے بارے میں کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں۔ دمشق شام کا دارالحکومت اور تاریخی روایات کا حامل شہر تھا۔ ابتدا میں یہ بت پرستی کا بہت بڑا مرکز تھا لیکن جب عیسائیت آئی تو اسکے بت کدے کو کلیسا بنا دیا گیا۔ یہ ایک اہم تجارتی مرکز تھا۔ یہاں عرب بھی آباد تھے اور مسلمانوں کے تجارتی قافلے یہاں آتے رہتے تھے اور اسی وجہ سے انہیں یہاں کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ دمشق ایک قلعہ نما فصیل بند شہر تھا۔ فصیل کی اونچائی چھ میٹر تھی اور چوڑائی 3 میٹر تھی اس میں انتہائی مضبوط دروازے لگائے گئے تھے۔ فصیل کے چاروں طرف گہری خندق تھی جسکی چوڑائی تین میٹر تھی۔ اس خندق کو دریا کے پانی سے ہمیشہ بھر کر رکھا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکر کے ارشاد پر حضرت خالد بن ولید نے دمشق پہنچ کر دوسرے اسلامی لشکر کے ساتھ اس کا محاصرہ کرلیا۔ بیس دن کا عرصہ گذر گیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اہل دمشق محاصرے کی طوالت کی وجہ سے سخت پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ اہل دمشق کی مدد کیلئے ہرقل بادشاہ کا لشکر آ رہا ہے۔ حضرت خالد نے فوراً حضرت ابوعبیدہ کو صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمام لشکر لے کر ہرقل بادشاہ کے بھیجے ہوئے لشکر سے مقابلہ کیلئے جاؤں۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر ہم نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تو قلعہ والے باہر آ کر ہم سے جنگ کریں گے۔ ایک طرف سے ہرقل کا لشکر حملہ آور ہوگا اور دوسری طرف سے اہل دمشق حملہ کریں گے۔ ہم رومیوں کے دو لشکروں کے درمیان مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ اس پر حضرت خالد نے کہا پھر آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا تم ایک جری اور بہادر شخص کا انتخاب کرو اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو دشمن کے مقابلے کیلئے روانہ کرو۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید نے حضرت ضرار کو پانچ سو سواروں کا لشکر دے کر رومی لشکر سے مقابلے کیلئے روانہ کیا۔

مسلمان اور حضرت ضرار نے رومی لشکر پر مسلسل وار کئے اور بہادری سے لڑائی کی۔ حضرت ضرار رومی سپہ سالار کے بیٹے سے لڑتے ہوئے قید کر لئے گئے کیونکہ آپ کا نیزہ اسکے سینے میں اچھی طرح پیوست ہو گیا تھا اور آپ خالی ہاتھ ہو گئے تھے۔ حضرت ضرار کی گرفتاری کی خبر جب حضرت خالد کو پہنچی تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ سے مشورہ کیا اور حملے کے متعلق رائے لی۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ دمشق کے محاصرہ کا معقول انتظام کر کے آپ حملہ کر سکتے ہیں۔

اسی اثناء میں حضرت خالد کو یہ جانکاری ملی کہ جس وقت ضرار قید ہوئے اور وردان کے پاس پہنچائے گئے تو وردان نے انہیں سو سواروں کی جمعیت میں حمص روانہ کیا تا کہ بادشاہ کے پاس پہنچایا جائے۔ چنانچہ حضرت خالد نے حضرت رافع کو بلا کر فرمایا کہ تم راستوں کو اچھی طرح جانتے ہو۔ اپنی مرضی کے جوانوں کو لے کر حمص پہنچنے سے پہلے حضرت ضرار کو چھڑاؤ اور اپنے ربّ کے ہاں اجر پاؤ۔ حضرت رافع نے ایک سو جوانوں کو چن لیا اور ابھی جانے ہی والے تھے کہ حضرت خولہ نے منت سماجت کر کے حضرت خالد سے رافع کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کر لی۔ خولہ ضرار کی بہن تھیں اور بے حد نڈر خاتون تھیں اور مردانہ وار دشمنوں سے لڑتی تھیں۔ سب لوگ حضرت رافع کی سرکردگی میں حضرت ضرار کی رہائی کیلئے حمص روانہ ہو گئے۔ ایک جگہ پر پہنچ کر انہوں نے دشمن کو جا لیا۔ حضرت ضرار ان کی قید میں تھے اور درد بھرے لہجے میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ اے مخبر میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں قیدی ہوں اور رسیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ حضرت خولہ نے زور سے آواز دی کہ تیری دعا قبول ہو گئی۔ اللہ کی مدد آ گئی۔ میں تیری بہن خولہ ہوں اور یہ کہہ کر اس نے زور سے تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا اور دیگر مسلمان بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ آور ہوئے اور ضرار کو ان کی قید سے رہا کیا اور دوسری طرف حضرت خالد نے بھی دمشق میں سخت حملہ کر کے وردان کو شکست دی۔

اسلامی لشکر دمشق میں مقیم تھا اور قلعہ کا محاصرہ جاری تھا کہ بصریٰ سے حضرت عباد بن سعید حضرت خالد کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ رومیوں کا نوے ہزار کا لشکر اجنادین میں جمع ہوا ہے۔ حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا لشکر ملک شام میں متفرق مقامات میں منتشر ہے لہٰذا ان تمام کو خط لکھ دو کہ وہ ہمیں اجنادین میں آ ملیں اور ہم بھی اب قلعہ دمشق کا محاصرہ ترک کر کے اجنادین کی جانب کوچ کریں گے۔

ہرقل کو وردان کی شکست کی خبر پہنچ چکی تھی نیز اُس کے بیٹے کے قتل ہونے کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ لہٰذا ہرقل نے وردان کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے لکھا کہ جو ہوا سو ہوا، میں نے اجنادین کی طرف نوے ہزار کی فوج روانہ کی ہے اور تجھے اس کا سردار مقرر کرتا ہوں۔ حضرت خالد نے دمشق کا محاصرہ ختم کر کے اجنادین کی طرف لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ جب حضرت ابوعبیدہ اور حضرت خالد دمشق کا محاصرہ ختم کر کے اجنادین کی طرف روانہ ہو گئے تو اہل دمشق ایک شخص کے پاس جمع ہو گئے جس کا نام بولس تھا۔ یہ شخص ہرقل کا نہایت معتمد اور اعلیٰ درجہ کا تیر انداز تھا۔ اہل دمشق نے اس کو امیر بنایا اور ہر قسم کا لالچ دے کر جنگ کیلئے آمادہ کیا۔ بولس نہایت تیزی سے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل لشکر لے کر مسلمانوں کے پیچھے ان کے مقابلہ کیلئے نکل گیا اور اسلامی فوج کی عورتوں بچوں مال مویشی اور ابوعبیدہ کے ایک ہزار لشکر کا تعاقب کیا۔ مسلمان بھی مقابلے کیلئے تیار ہو گئے۔ بولس نے ایک دم چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ابوعبیدہ پر حملہ کیا۔ بولس کا بھائی بوترس پیدل فوج کے ساتھ عورتوں کی طرف بڑھا اور کچھ عورتیں گرفتار کر کے دمشق کی طرف واپس پلٹا۔ ایک جگہ پر پہنچ کر اپنے بھائی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ بولس نے حضرت ابوعبیدہ پر بار بار حملہ کیا۔ آپ نے بھی شدید مقابلہ کیا۔ حضرت خالد کو اس صورتحال کی خبر مل چکی تھی چنانچہ ابوعبیدہ ابھی بولس سے برسرپکار تھے کہ اسلامی لشکر ان کی مدد کیلئے پہنچ گیا اور اس نے ایسا حملہ کیا کہ دمشق سے آ کر حملہ کرنے والے رومیوں کو اپنی ذلت و خواری کا یقین ہو گیا۔ بولس کے چھ ہزار آدمیوں میں سے بمشکل سو آدمی زندہ بچے تھے۔ حضرت ضرار پریشان تھے کیونکہ حضرت خولہ بھی قید ہو چکی تھیں۔ حضرت خالد نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ہم نے ان کے ایسے آدمی پکڑے ہوئے ہیں جن کے بدلے میں وہ ہمارے قیدی آسانی سے رہا کر دیں گے۔ حضرت خالد نے دو ہزار سپاہیوں کو اپنے ساتھ لیا اور باقی تمام افواج کو حضرت ابوعبیدہ کے حوالے کر دیا تا کہ عورتوں کی حفاظت ہو جائے اور خود قیدی خواتین کی تلاش میں نکل گئے۔ آپ جلدی جلدی چل کر اس جگہ پہنچے جہاں پر دشمن مسلمان عورتوں کو قید کر کے لے گئے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ غبار اڑ رہا ہے آپ کو تعجب ہوا کہ یہاں لڑائی کیوں ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ بولس کا بھائی بوترس اور اسکے سپاہیوں سے مسلمان عورتوں نے جنگ چھیڑ رکھی ہے اور خیموں کی لکڑیوں سے ہی ان سے نبرد آزما ہیں۔ رومی لوگ ان عورتوں کی جرأت و بہادری دیکھ کر حیران ہو گئے۔ مسلمان عورتوں نے بوترس کے تیس سواروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بوترس یہ دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ تلواروں سے حملہ آور ہوا مگر یہ عورتیں ایک جگہ اکٹھی ہو گئیں اور سب کا مقابلہ کیا اور کوئی قریب نہ آ سکا۔ دشمن پُرزور حملہ کرنے ہی والا تھا کہ مسلمان حضرت خالد کی سرکردگی میں وہاں پہنچ گئے۔ عورتوں کی بہادری اور مقابلے سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور پھر پورے لشکر نے کفار کے اردگرد دائرہ ڈال دیا اور ایک ساتھ حملہ کیا۔ مسلمانوں نے بہت سے رومیوں کو قتل کیا جو بچ گئے وہ دمشق بھاگ گئے۔

جب حضرت خالد واپس لوٹے تو بولس کو بلایا اور اس کو اسلام پیش کیا اور فرمایا اسلام قبول کرو ورنہ تیرے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو تیرے بھائی کے ساتھ کیا گیا۔ بولس نے کہا میرے بھائی کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ خالد نے فرمایا اس کو قتل کیا ہے۔ بولس نے اپنے بھائی کا انجام دیکھ کر کہا کہ اب زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے مجھے بھی بھائی کے ساتھ ملا دو چنانچہ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

اجنادین کی فتح کے بعد حضرت خالد نے اسلامی لشکر کو دمشق کی جانب دوبارہ کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اہل دمشق کو اجنادین میں رومی لشکر کی شکست کی اطلاع پہلے ہی مل چکی تھی لیکن جب انہیں یہ خبر ملی کہ اسلامی لشکر اب دمشق کی طرف آ رہا ہے تو وہ بہت گھبرائے۔ دمشق کے اطراف میں بسنے والے بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے اور قلعہ میں کافی تعداد میں غلہ اور اشیاء جمع کر لیں تا کہ اگر اسلامی لشکر کا محاصرہ لمبا ہو جائے تو ذخیرہ ختم نہ ہو۔ اسکے علاوہ ہتھیار اور سامان جنگ بھی اکٹھا کر لیا۔ اسلامی لشکر نے آگے بڑھ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کے رؤوسا امرا اور دانشمند لوگوں نے توما کو مشورہ دیا کہ ہمارے پاس اسلامی لشکر سے مقابلے کی طاقت نہیں۔ اس لئے یا تو ہرقل سے مدد طلب کرو یا پھر مسلمانوں سے مصالحت کر لو۔ اس پر توما نے تکبر اور غرور سے کہا کہ میں عربوں کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔

مسلمانوں نے دمشق کا سخت محاصرہ کئے رکھا۔

حضرت خالد بن ولید ایک ایسے مناسب مقام کے انتخاب میں کامیاب ہو گئے جہاں سے دمشق میں داخل ہونا ممکن تھا۔ حضرت خالد بن ولید کو کسی ذریعہ سے یہ خبر مل گئی تھی کہ ایک کمانڈر کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے اور سارے لوگ جن میں اسکے محافظ سپاہی بھی تھے دعوت میں مشغول ہیں۔ چنانچہ وہ سب خوب کھا پی کر مست ہو کر سو گئے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو گئے۔ اسی دوران حضرت خالد بن ولید اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مشکیزوں کے سہارے خندق عبور کر کے فصیل تک پہنچ گئے اور رسیوں کے پھندے لگا کر انہیں بطور سیڑھی کے فصیل پر مضبوطی سے پھنسا دیا اور متعدد رسیاں فصیل سے لٹکا دیں۔ رسیوں کے سہارے کافی تعداد میں مسلمان فصیل پر چڑھ گئے اور اندر اتر کر اور دروازہ کھول دیا اس طرح اسلامی فوجیں دمشق میں داخل ہو گئیں اور اس طرح دمشق فتح ہو گیا۔

حضور انور نے فرمایا یہ حضرت ابوبکر کے زمانے کی آخری جنگ تھی۔ آئندہ انشاء اللہ حضرت ابوبکر کی زندگی کے جو باقی پہلو ہیں وہ بیان ہوں گے۔ خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم عمر ابوارکوب صاحب آف فلسطین، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مٹھی تھرپارکر پاکستان، مکرم ملک سلطان احمد صاحب سابق معلم وقف جدید پاکستان اور مکرم محبوب احمد راجیکی صاحب سعد اللہ پور منڈی بہاؤالدین پاکستان کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad